اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۲۳۱

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی ۸؍

قیمت فی پرچہ ۱؍

نمبر ۳۵	مورخہ ۲۹ ؍ اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۵ ؍ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۸ھ	جلد ۱۷

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔ اور حضور ۲۴ ؍ اکتوبر عصر کی نماز کے لئے مسجد میں بھی تشریف لائے۔ اور دیر تک مجلس خدام میں رونق افروز رہے ۲۵ ؍ تاریخ حضور کا ارادہ تھا کہ مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ کے لئے تشریف لائیں لیکن بخار ہو جانے کی وجہ سے نہ آسکے۔ اور خطبہ جمعہ مولانا مولوی شیر علی صاحب نے پڑھ کر نماز پڑھائی ✤

چونکہ حضور کی پیٹ درد کی تکلیف بکلی طور پر دور نہیں ہوئی۔ اس لئے حضور ۲۵ ؍ تاریخ ڈاکٹری ملاحظہ کرانے کے لئے لاہور تشریف لے جانے کے لئے بٹالہ تک ریل میں گئے۔ اور وہاں سے موٹر پر سوار ہوئے۔ حضور نے اپنے بعد مقامی جماعت کا امیر مولانا مولوی شیر علی صاحب کو منتخب فرمایا ✤

موضع بھیکری والہ کے سکھوں نے موضع کھارا کے ایک مسلمان کو اکیلا اور نہتہ پا کر جو شدید طور پر زخمی کیا تھا۔ اس کے متعلق تحقیقات کے لئے ۲۲ ؍ اکتوبر بٹالہ کا سب انسپکٹر معہ چند کنسٹبلوں کے صبح کے وقت آیا۔ اور دوپہر کو ڈپٹی انسپکٹر جنرل اور سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی آ گئے۔ بٹالہ سے مجسٹریٹ علاقہ۔ تحصیلدار صاحب بٹالہ اور تحصیلدار صاحب گورداسپور بھی آئے۔ اور حالات کا معائنہ کر کے اسی دن شام کو واپس چلے گئے۔ پولیس نے دو سکھوں کو گرفتار کیا۔ جنہیں ضمانت پر چھوڑا گیا۔ زائد پولیس دوسرے روز واپس بلا لی گئی ✤

اساتذہ اور طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے ۲۳ ؍ اکتوبر اور طلباء جامعہ احمدیہ نے ۲۴ ؍ اکتوبر مولوی رحمت علی صاحب مولوی فاضل کے اعزاز میں چائے کی دعوتیں دیں۔ اور ایڈریس پیش کئے مولوی صاحب نے بھی جواب میں مختصر تقریریں کیں۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب دونوں جلسوں کے صدر تھے۔ انہوں نے بھی بوجہ قلت وقت مختصر تقریریں کیں۔ مفصل تقریریں آئندہ درج کی جائیں گی ✤

احمدیہ یونین کلب کے زیر اہتمام ۲۴ ؍ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے ایک ٹورنامنٹ ہو رہا ہے۔ جس میں دو ٹیمیں یونین کلب۔ دو ٹیمیں ہائی سکول ایک ٹیم جامعہ احمدیہ۔ اور ایک ٹیم مدرسہ احمدیہ کی طرف سے یعنی کل چھ ٹیمیں کھیل رہی ہیں۔ ہاکی کا پہلا میچ احمدیہ یونین کی دونوں ٹیموں میں ہوا۔ جس میں ٹیم الف دو گول سے جیت گئی۔ دوسرا میچ ۲۵ ؍ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو جامعہ احمدیہ اور ہائی سکول کی ٹیم الف کے درمیان ہوا۔ جس میں جامعہ احمدیہ ایک گول سے جیتا۔ تیسرا میچ ۲۵ ؍ کی شام کو ہائی سکول کی ٹیم ب اور مدرسہ احمدیہ کے درمیان ہوا جس میں مدرسہ احمدیہ چھ گول سے جیت گیا۔ چوتھا میچ ۲۶ کی صبح کو جامعہ احمدیہ اور مدرسہ احمدیہ کے درمیان ہوا۔ جس میں دونو ٹیمیں برابر رہیں۔ اس لئے شام کو بھی یہی میچ کھیلا گیا اور جامعہ احمدیہ ایک گول پر جیتا ✤

صدر انجمن احمدیہ نے کارکنوں کی اعلیٰ کارکردگی کے متعلق جو تین انعام ۱۰۰ ۔ ۵۰ ۔ ۲۵ کے رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا مستحق اس سال حسب ذیل کارکنوں کو قرار دیا گیا۔ پہلا انعام منشی محمد دین صاحب کلرک مقبرہ بہشتی۔ دوسرا انعام خواجہ معین الدین صاحب کلرک دفتر بیت المال۔ تیسرا انعام میاں محمد دین صاحب مالی ہائی سکول ✤

۲۴ ؍ اکتوبر ایجنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے معہ چند ریلوے دیگر اعلیٰ افسروں کے قادیان تشریف لائے۔ اور سٹیشن وغیرہ کا معائنہ کر کے واپس چلے گئے۔ چونکہ ان کی آمد پرائیویٹ تھی۔ اور اپنے متعلق کوئی اطلاع نہ تھی۔ اس لئے ان کی ملاقات کیلئے کوئی انتظام نہ کیا جا سکے ✤

قابل توجہ جملہ جماعت ہائے احمدیہ

"احمدیہ گزٹ" نمبر ۶ - جلد ۲ مطبوعہ ۱۹ - اکتوبر ۱۹۲۹ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد عالی کے ماتحت رپورٹ کمشن تحقیقاتی در بارہ کارگذاری نظارت بیت المال چھاپ کر جملہ جماعت ہائے احمدیہ کو بھجوائی گئی ہے۔ اور اس کے متعلق ایک خط بھی سب جماعتوں کو بھجوایا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام جماعتیں پوری توجہ اس امر کی طرف دیں گی۔ جن جماعتوں کی خدمت میں ؟ بالا گزٹ کسی وجہ سے ابھی تک نہ پہونچا ہو۔ وہ ضرور منگوالیں۔ اور تمام جماعتیں اپنے اپنے اجلاس کر کے جماعت کو حضور کے اس ارشاد سے اطلاع دیں۔ خاکسار پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ

منارۃ المسیح کے متعلق اعلان

جن احباب نے منارۃ المسیح کا چندہ ادا کر دیا ہے۔ ان کے نام پتھر پر کندہ کرنے کے لئے لاہور عنقریب بھیجے جانے والے ہیں۔ تاکہ وہ پتھر منارۃ المسیح پر لگائے جائیں۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ جن احباب نے ابھی چندہ پورا ادا نہیں کیا۔ بلکہ کچھ قسطیں باقی ہیں۔ وہ اپنا بقایا جلد بھیج دیں۔ تاکہ ان کا نام رہ نہ جائے۔ اور اگر کوئی دوست ابھی چندہ بھیجنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ وہ بھی جلد بھیج دیں۔ ابھی گنجائش ہے۔ ناظر اعلیٰ قادیان

اخبار احمدیہ

درخواستہائے دعا

۱- ہماری والدہ ماجدہ بہت دیر سے بیمار ہیں۔ روز بروز حالت کمزور ہو رہی ہے۔ اور کوئی دوائی مفید ثابت نہیں ہوتی۔ اب سوائے اس کے کہ خالق رب العالمین اپنی غیبی دوائی قدرت ان کو عطا فرمائے۔ اور کوئی امید واثق اور چارہ نظر نہیں آتا۔ اس واسطے تمام احمدیوں کی خدمت میں دعا کے لئے عرض ہے۔ خاکسار صاحبزادہ احمد ابوالحسن قدسی (ابن حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید) ۲- جماعت احمدیہ جہلم کے ممتاز رکن جناب چوہدری صادق علی خانصاحب تحصیلدار جہلم بوجہ بیماری چار ماہ کی رخصت پر اپنے وطن موضع بھیل پور تحصیل گجرات تشریف لے گئے ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف قریب دو سال تک جہلم میں تشریف فرما رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے اپنے اخلاق اور نمونہ سے جماعت میں ایک روح پھونک دی۔ اور حتے الوسع درس قرآن جاری رکھا۔ آپ کے درس قرآن اور خطبات جمعہ میں معارف بیان کرنے سے ایک لذت پیدا ہوتی تھی۔ بحیثیت عہدیدار سرکار بھی آپ نے دیانتداری ہر دلعزیزی اور منصف مزاجی سے مسلموں اور غیر مسلموں کے دل میں گھر کیا ہوا تھا جس کا ہر ایک کو اعتراف ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء کاملہ عطا فرمائے۔ تمام احباب۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ چوہدری صاحب موصوف کی بحالی صحت کے واسطے دعا فرمائیں۔ چوہدری صاحب کی جدائی سے ایک نقصان عظیم جماعت کو ہوا ہے۔ خداوند کریم اپنے فضل سے نعم البدل عطا فرمائے۔ خاکسار شاہ عالم احمدی از جہلم۔ ۳- میں بسبب چنبل عرصہ تقریباً ۱۲ برس سے تکلیف میں ہوں۔ باوجود بہت علاجوں کے کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اب ایک علاج شروع کیا ہے جس سے قدرے آرام معلوم ہوتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس تکلیف سے نجات بخشے۔ نیز کسی دوست کو اس کا مجرب نسخہ یاد ہو۔ تو تحریر فرما کر ثواب کے مستحق ہوں۔ بنگلہ ترکھانی براستہ گوجرہ ضلع لائل پور۔ سردار خان اردلی سب ڈویژنل افسر۔ ۴- احباب میرے والد حکیم چراغ علی صاحب ملتانی کے لئے جو گذشتہ تین ماہ سے نہایت نازک حالت میں ہیں۔ درد دل سے دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار حکیم محمد نیر وزالدین ملتانی محصل بیت المال قادیان۔ ۵- حضرت خلیفۃ المسیح و احمدی جماعت سے موذبانہ عرض ہے۔ کہ ہمارے جانی اور مالی موجودہ ابتلاؤں کے دفعیہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ نیز میرے والدین و متعلقین کے لئے بھی۔ خاکسار سید محمد عبد الرحیم لدھیانہ۔ ۶- میرے والد ڈاکٹر یعقوب خانصاحب ایک ہفتہ سے پیچش اور شدید بخار سے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔ راقمہ امۃ اللہ از جہلم۔ ۷- میں ۶ سال سے سرائے اورنگ آباد ضلع گجرات میں مدرس ہوں۔ مگر یہ جگہ میرے لئے بہت سی مشکلات اور پریشانیوں کا موجب ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ یہاں سے میرا تبادلہ ہو جائے۔ خاکسار ایم لے علی فاروقی۔

اعلان نکاح

۱- شیر محمد صاحب احمدی کی لڑکی رحمۃ النساء بی بی کا نکاح ۹- اگست ۱۹۲۹ء منشی سید غلام رسول صاحب سب انسپکٹر آف پولس کے ساتھ بعوض مبلغ ایک ہزار اور ایک اشرفی حق مہر پر مولوی سید محمد حسن صاحب ہیڈ ماسٹر کنگ محمڈن ٹریننگ اسکول نے بمقام شنکر پور بھدرک پڑھا۔ ۲- مسمات فاطمہ بیگم بنت مولوی نور محمد صاحب انسپکٹر پولیس کا نکاح مسمی سید فضل الرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ ڈی۔ ای۔ ڈی اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر خوردہ ہائی انگلش اسکول ساکن سنگڑہ کنگ سے مورخہ ۱۵- ستمبر ۱۹۲۹ء کو بعوض مبلغ پندرہ سو روپیہ اور ایک اشرفی حق مہر پر مولوی سید ضیاء الحق صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول بالیسر و امیر جماعت احمدیہ کنگ نے بمقام شنکر پور پڑھا۔ دعا ہے ان شادیوں کو اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ شیخ محمد حسن سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ بھدرک۔

ولادت

۱- مکرمی چوہدری ڈاکٹر محمد شاہنواز خان صاحب اسسٹنٹ سرجن کاکامری (یوگنڈا) کے خط سے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا سے ۹ ستمبر انہیں ولد نرینہ عطا کیا۔ حضرت اقدس نے مولود کا نام بشیر احمد رکھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ ۲- اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء میرے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ جسے میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور خدمت دین کے لئے وقف کر چکا ہوں۔ احباب مولود کی درازی عمر اور سعادت دارین کے لئے دعا فرمائیں۔ فقیر اللہ احمدی انگلش ویر ہوس لاہور۔

دعائے مغفرت

۱- میری اہلیہ صاحبہ مریم بنت عیلے عشار بیاگل بصرہ مورخہ ۲۳ ستمبر جہلم میں فوت ہو گئی ہیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ نیز جو بھائی بصرہ میں مقیم ہیں وہ کسی طرح مندرجہ بالا پتہ پر اس کے رشتہ داروں کو اطلاع دے دیں۔ کیونکہ تقریباً چار سال سے وہاں سے کوئی خط نہیں آیا۔ اگر پتہ نہ لگے۔ تو بیاگل کے مختار کو اطلاع دے دیں۔ نہایت ہی مہربانی ہوگی۔ عبد الغفار جہلمی سپروائزر شپ آنگ محکمہ ممباسہ۔ ۲- میرے بھائی ڈاکٹر محمد یوسف خان مبلغ امریکہ کی بچی عزیزہ نصرۃ اللہ جان ۱۷- ستمبر اپنے باپ کی عدم موجودگی میں فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام احمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ درد دل سے دعا فرمائیں۔ مولا کریم ہمیں نعم البدل عطا فرمائے اور مرحومہ کی والدہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ راقمہ امۃ اللہ بنت ڈاکٹر یعقوب خان جہلم ۳- ضلع بھدرک موضع درگا پور میں صرف ایک احمدی شیخ واجد محمد نام تھے۔ جو ۱۸- اکتوبر ۱۹۲۹ء کو کوچ کر گئے۔ تمام احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار عبد القدوس احمدی۔ ۴- میرا بھائی نذیر احمد جو مخلص احمدی تھا۔ فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار عبد الحق چک ۱۳۴۔

مارشس میں تبلیغ احمدیت

حافظ جمال احمد صاحب مبلغ مارشس اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں:۔ انفرادی تبلیغ مختلف مقامات پر ہوتی ہے۔ ہفتے میں ایک روز شہر پورٹ لیس جاتا ہوں۔ جہاں ایک غیر احمدی کی دکان پر بھی اچھی طرح تبلیغ کا موقعہ مل جاتا ہے۔ مسلمان بھی آجاتے اور خدا کے فضل سے تسلی پا لیتے ہیں۔ ان کی خواہش کے مطابق ان کو قرآن خوش الحانی سے سنایا جاتا ہے۔ مفتہ اور ایت وار دوسرے مقامات پر جانے کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ پچھلے اتوار مناسیں بلانس گیا۔ عبد الرحیم یاد علی صاحب کے مکان پر تقریر ہوئی۔ اور مسلمانوں نے بحث توجہ سے سُنی جس میں سچے مذہب کی نشانی اور ضرورت امام اور صداقت مسیح موعود بیان کی گئی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۵ قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۹ء جلد ۱۷

مذبح قادیان گرانیوالے ملزمونکی رہائی

پولیس کی غفلت اور کوتاہی نے حالات کو بد سے بدتر بنادیا

وہ پولیس جس نے اپنی آنکھوں کے سامنے قادیان کا مذبح سکھوں کو گرانے دیا۔ اور اس قانون شکنی کو روکنے کے لئے کچھ بھی نہ کرسکی۔ اسکے متعلق پہلے ہی خیال تھا۔ کہ وہ مقدمہ کو کامیاب بنانے میں ناکام رہیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور سپیشل مجسٹریٹ نے انہدام مذبح کے تمام ملزموں کو اس لئے رہا کر دیا۔ کہ استغاثہ انکے مجرم ہونے کا کوئی ثبوت نہیں بہم پہنچا سکا۔

مذبح کی محافظ پولیس کا ذکر پنجاب کونسل میں

پنجاب کونسل میں جناب میر اکبر علی صاحب کیطرف سے پولیس کے مذبح کو اپنی آنکھوں کے سامنے منہدم ہوتے دیکھنے اور اسکی حفاظت نہ کرنے کیمتعلق جو سوال کیا گیا تھا۔ اس کا یہ جواب دیا گیا تھا کہ چونکہ پولیس کی جمعیت بہت تھوڑی تھی اور حملہ آور بہت بڑی تعداد میں تھے اس لئے پولیس کچھ نہ کرسکی۔

انہدام مذبح کے وقت پولیس کیا کر رہی تھی

اگر اس موقعہ پر پولیس کے ہاتھ پھوڑ زبان تک نہ ہلانے کی یہی وجہ تھی تو اس کے استغاثہ میں قطعاً ناکام رہنے کے متعلق کیا کہا جائیگا۔ کیا اس وقت جبکہ کئی سو کے مجمع نے روز روشن میں مذبح گرایا۔ پولیس کا انچارج اور اسکے ماتحت آنکھیں بند کر کے بیٹھے یا کھڑے تھے۔ کہ وہ کسی ایک شخص کو بھی جرم کا مرتکب ہوتا ہوا نہ دیکھ سکے۔ اگر اپنی قلت اور قانون شکن لوگونکی کثرت کیوجہ سے ان پر اس قدر خوف طاری ہو چکا تھا کہ وہ ہجوم کیطرف آنکھ اٹھا کر دیکھ بھی نہ سکتے تھے۔ تو خیر۔ ورنہ سمجھ میں نہیں آتا کیوں پولیس سینکڑوں مجرمونکے مجمع میں سے سو دو سو نہ سہی۔ ۲۔۵۔۱۰ بھی نہ سہی دس بیس کو ہی درست طور پر گرفتار نہ کرسکی۔ اور کیوں ان کے متعلق ایسا ثبوت پیش نہ کرسکی جو عدالت کے نزدیک قابل وقعت ہوتا۔

استغاثہ کی ناکامی کی وجہ

پولیس کے انچارج نے اپنے عدالتی بیان میں بھی اصل موقعہ پر موجود ہونے کا اقرار کیا ہے اور یہ بھی اس نے کہا ہے کہ اس قانون شکن مجمع میں سے کئی لوگوں کے ساتھ اس نے گفتگو کی۔ اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ وہ اور اسکے ماتحت ایک کافی دیر تک مجرموں کو ارتکاب جرم کرتے دیکھتے رہے ہیں۔ ان حالات میں استغاثہ کی ناکامی اور ایسی بڑی ناکامی کہ سینکڑوں قانون شکن آدمیوں کے مجمع میں سے کوئی ایک شخص بھی مجرم قرار نہ پائے متعلقہ پولیس کی ناقابلیت اور فرض ناشناسی کا نہایت ہی شرمناک ثبوت ہے۔

مذبح کس نے گرایا

گویا اب پولیس کی کارگذاری کے لحاظ سے یہ سمجھ لیا جائے کہ مذبح کسی نے گرایا ہی نہیں۔ اور اس وقت تک اس بارہ میں جو چیخ پکار ہوتی رہی ہے۔ وہ یونہی اور بلا وجہ تھی۔ یا پھر یہ خیال کر لیا جائے۔ کہ مذبح گرایا تو گیا۔ لیکن انسانوں نے نہیں گرایا۔ بلکہ کسی ایسی پوشیدہ مخلوق نے گرایا ہے۔ جسے پولیس کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں یا جس سے پولیس اس درجہ خائف ہے کہ اسے گرفتار کرنیکی طاقت نہیں رکھتی۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ مجرمونکے اتنے بڑے مجمع میں سے جس نے پولیس کی موجودگی میں کھلم کھلا جرم کا ارتکاب کیا۔ کوئی ایک بھی ایسا شخص پولیس گرفتار نہ کرسکی۔ جسے عدالت کے روبرو مجرم ثابت کرسکتی۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ جن لوگونکو پولیس دیر تک اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی جنسے باتیں کرتی رہی۔ جن کا کارنامہ ملاحظہ کرتی رہی۔ انہیں سے کسی ایک کی بھی صحیح طور پر شکل و صورت وہ کیوں نہ اپنے دماغ میں محفوظ رکھ سکی۔ اور کیوں اسے گرفتار کر کے کیفر کردار تک نہ پہنچا سکی۔

پولیس کی ذمہ واری

جن لوگونکو اس جرم میں گرفتار کیا گیا۔ اور جنہیں مجسٹریٹ نے رہا کر دیا ان کے متعلق دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ مجرم تھے۔ اور دوسری یہ کہ وہ اصل مجرم نہ تھے۔ اگر پہلی صورت سمجھی جائے تو بھی استغاثہ کی ناکامی کی ساری ذمہ واری پولیس پر عائد ہوتی ہے کہ وہ مجرموں کو بھی عدالت کے سامنے مجرم ثابت کرنے سے عاجز رہی۔ اور اگر دوسری صورت خیال کیجائے۔ تو بھی پولیس ہی پر الزام آتی ہے۔ کہ اس نے اصلی مجرموں کو چھوڑ کر ایسے لوگونکو گرفتار کیا۔ جنہیں مجرم ثابت کرنے کے لئے اسکے پاس کوئی ثبوت نہ تھا۔ اور اصل مجرمونکو گرفتار کرنے میں وہ ناکام رہی۔

انچارج پولیس کی فرائض منصبی کی ادائگی میں ناکامی

اتنے اہم اور اتنے دور رس اثرات رکھنے والے معاملہ میں پولیس کی یہ کوتاہی نہایت ہی قابل افسوس بلکہ لائق شرم ہے۔ اور اس کی یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی ہے کہ پولیس کا وہ انچارج جو اس قانون شکنی کے وقت موجود تھا۔ اپنے فرائض منصبی کی ادائگی میں قطعاً ناکام رہا ہے۔ اور حکام بالا کا فرض ہے کہ اسکے متعلق سختی سے نوٹس لیں۔ اور ایسے قانون کا احترام کرانے اور مجرموں کے متعلق غفلت نہ کرنے کا سبق پڑھائیں۔

پولیس کی کوتاہی کا نتیجہ

پولیس کی اس کوتاہی اور غفلت کا یہی اثر نہ ہوگا۔ کہ شوریدہ سر اور امن شکن سکھوں اور ہندوؤں کی نگاہ میں قانون کی وقعت اور بھی زیادہ کم ہو جائیگی۔ بلکہ یہ بھی ہوگا۔ کہ قانون کا احترام کرنیوالوں کی تکالیف اور جان و مال کے متعلق خطرات میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ کیونکہ روز روشن میں اور پولیس کی موجودگی میں قانون شکنی کر کے بالکل بچ جانے والے سمجھ لیں گے۔ کہ ایسی حرکات کا ارتکاب کرنے پر کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

سکھوں کی شرارتوں میں اضافہ

چنانچہ انہوں نے ملزموں کے رہا ہونے کے ساتھ ہی اپنی شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں میں جس قدر اضافہ کر دیا ہے۔ اس کا ثبوت اس واقعہ سے مل سکتا ہے جو موضع کھارا کے ایک مسلمان کے کھیت میں زبردستی جانور چھوڑنے اور پھر اسے زد و کوب کرنے کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ دیہات کے سکھوں کا اس موقعہ پر مسلح ہو کر حملہ آور ہونے کے لئے جمع ہو جانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ سوچے سمجھے ہوئے منصوبے کے ماتحت تھا۔ اور اگر مسلمانوں کے ذمہ دار اصحاب اس موقعہ پر پہنچکر معاملہ کو اپنے ہاتھ میں نہ لے لیتے۔ تو کشت و خون تک ضرور نوبت پہنچ جاتی۔

حکام بالا متوجہ ہوں

ہمارے نزدیک اس واقعہ کی اور اگر اسی قسم کا کوئی اور واقعہ پیش آیا۔ جو خلاف توقع نہیں ہو گا۔ بہت بڑی ذمہ داری اس استغاثہ کی ناکامی پر ہوگی۔ جو پولیس کی نااہلیت کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئی۔ ان حالات میں ہم حکام بالا کو اس طرف توجہ دلانا نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اس علاقہ میں ایسے سمجھ دار اور معاملہ فہم پولیس آفیسروں کو لگائیں جو مجرمانہ افعال اور خلاف امن حرکات کا انسداد کرسکیں۔ اور جو لوگ ایسے افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں ان سے قانون کی پابندی کرا سکیں۔ نااہل اور نااہل افسر نہ صرف محکمہ پولیس کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ بلکہ ملک کے امن میں اپنی نادانی اور غفلت سے اور زیادہ خرابی پیدا کر دیتے ہیں۔

اسلامی کلمہ کی خوبی

عیسائی اخبار "نور افشاں" ۲۰ اکتوبر ۲۹ء نے مشہور مسیحی مبلغ ڈاکٹر زویمر کی ایک تحریر شائع کی ہے جس میں اسلامی کلمہ کی خوبی کا نہایت عمدگی کے ساتھ اعتراف کیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اہل اسلام کو اپنے کلمہ پر بہت ناز ہے۔ اور ان کا یہ ناز کچھ بے سبب بھی نہیں ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو دنیا کے تمام عقائد سے مختصر ہے۔ اور اس میں کبھی اصلاح و ترمیم نہیں ہوئی۔ میدان حرب میں یہی نعرۂ جنگ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور بستر مرگ پر دم توڑنے والے مریض کا ورد بھی یہی ہوتا ہے۔ اس ہی کے ذریعہ ولولہ اور جوش و خروش پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ آنند [illegible] بیکار ہو جاتے ہیں۔ اور اس ہی سے دم واپسیں انہیں سکون و اطمینان حاصل [illegible]

مدعیان اتحاد کی اتحاد شکن روش

زمانہ کی حالت اور اپنی ناکامیوں و نامرادیوں کو دیکھ کر وہ لوگ بھی اتفاق و اتحاد کی تلقین کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جن کا خمیر ہی فتنہ و فساد۔ اختلاف و انشقاق سے اٹھایا گیا ہے۔ اور جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ افتراق انگیزی میں صرف ہوتا اور جن کے جسم کا ایک ایک ذرہ شر انگیزی کی کمائی سے بنا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اتفاق و اتحاد کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے اور اس کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہوئے بھی وہ افتراق سے علیحدگی اختیار نہیں کر سکتے۔

"زمیندار" ۷ر اکتوبر نے "مسلمانوں کا افتراق و تشتت" دُور کرنے کے لئے ایک مقالہ شائع کیا ہے۔ اور ان نقصانات پر تفصیل کے ساتھ بحث کر کے جو مسلمانوں کو موجودہ حالت میں پہنچ رہے ہیں۔ اتحاد کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن باوجود اس کے سیاسی نقطہ نگاہ سے مسلمانان ہند کو تین جماعتوں میں منقسم کرتے ہوئے صرف دو کو متحد ہونے کی تلقین کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"ان لوگوں کو جن کے دل میں ملت کا درد ہے جنہیں غلامی سے نفرت ہے۔ جو اپنے وطن عزیز کو اغیار کی گرفت سے آزاد دیکھنے کے آرزومند ہیں۔ اور جو ان دونوں جماعتوں کے افتراق کو قوم کی تباہی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں۔ جلد سے جلد کنج عافیت سے نکل کر میدان عمل میں آنا چاہیئے۔ اور اس بات کی انتہائی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جس طرح ہندوؤں کی مختلف العقائد جماعتیں فروعی اختلافات کے باوجود آزادی ہند اور تحفظ حقوق ہنود کے مقصد پر متحد ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کی یہ دونوں جماعتیں اپنے اصول کو قربان کئے بغیر حقوق ملی کی حفاظت اور استخلاص وطن کے مقصد پر مجتمع ہو جائیں۔ تاکہ وہ قوت جو ایک دوسرے کی تخریب پر صرف ہو رہی ہے۔ اس مقصد کے حصول میں خرچ ہو"

گویا یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ "ہندوؤں کی مختلف العقائد جماعتیں فروعی اختلافات کے باوجود آزادی ہند اور تحفظ حقوق ہنود کے مقصد پر متحد ہیں" مسلمانوں کی صرف دو جماعتوں کو اتحاد کی دعوت دی گئی ہے۔ اور ایک حصہ کو بالکل ابتدائی مرحلہ پر ہی علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

اگر ہندوؤں کی مختلف جماعتیں آزادی ہند اور تحفظ حقوق ہنود کے لئے متحد ہو سکتی ہیں۔ تو کیوں مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کو اسی طرح متحد کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ لیکن جن لوگوں کی نیت پہلے ہی درست نہ ہو۔ وہ کیونکر سب مسلمانوں کو مشترکہ مقاصد کے لئے متحد ہونے کی دعوت دے سکتے ہیں۔

دراصل ایسے ہی لوگ ہیں۔ جو مسلمانوں کے افتراق اور تشتت کا موجب ہیں۔ اگر یہ اپنی افتراق انگیزیوں سے باز آ جائیں۔ اور تمام مسلمانوں کو متحد کرنے کے مقصد کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ تو آج مسلمانوں میں ہندوؤں سے بڑھ کر اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔

سید حبیب صاحب پر طلباء کی کانفرنس میں تشدد

ہر اس شخص کو جو ذاتی عداوت اور بغض کی وجہ سے شرافت اور انسانیت کے جذبات سے عاری نہیں ہو چکا۔ اس ہنگامہ سے بے حد ذہنی تکلیف اور رنج ہوگا۔ جو طلباء کی کانفرنس میں سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار سیاست کے خلاف برپا کیا گیا۔ سید صاحب بعض ممبران کانفرنس کی درخواست پر جب صدر سے اجازت لے کر بدیشی کپڑوں کی ہولی منانے کے خلاف تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو نہ صرف انہیں تشدد کے ذریعہ تقریر کرنے سے روک دیا گیا۔ بلکہ ان کے سر اور چہرہ پر جوتیاں بھی لگائی گئیں۔ اور انہیں زبردستی جلسہ گاہ سے باہر نکال دیا گیا۔

یہ سب کچھ ان لوگوں نے کیا۔ اور ان لیڈروں کے سامنے کیا گیا جو ذرا ذرا سی بات پر گورنمنٹ پر تشدد کا الزام لگاتے۔ اور شور و شر سے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ اور پھر ان اخبارات نے اس واقعہ کو نہ صرف کسی قسم کے شرم اور ندامت کے اظہار کے ساتھ بلکہ فخریہ شائع کیا ہے جو گورنمنٹ کی ہر تادیبی کارروائی کو تشدد قرار دے کر صفحوں کے صفحے سیاہ کرتے رہتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ کانگریسی اور مہاسبھائی چھوٹوں سے لیکر بڑوں تک تشدد صرف اس بات کو سمجھتے ہیں۔ جو ان کے خلاف کی جائے وہ خود خواہ کچھ کریں۔ اور کس قدر بدتہذیبی اور شرارت پر اتر آئیں اسے تشدد نہیں سمجھتے۔ پھر اسی موقعہ پر وہ امن رہنا اور چون و چرا نہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جہاں ان کے مقابلہ میں گورنمنٹ کا تادیبی ڈنڈا ہو۔ ورنہ جہاں ان کا بس چلے۔ وہاں نہایت۔ بدتہذیبی اور شرمناک تشدد پر اتر آتے ہیں۔

ہم طلباء کی اس حرکت پر اور اس موقعہ پر موجود ہونے والے لیڈروں کی خاموشی پر اظہار رنج و افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور اسے ملک اور قوم کے لئے نہایت بُری فال سمجھتے ہیں۔

ریاست میسور اور ذبیحہ گائے

مسلمانوں کے جائز حقوق میں دست اندازی کرنے کی تازہ مثال یہ ہے۔ کہ ریاست میسور جہاں زمانہ قدیم سے مسلمان گائے ذبح کرتے چلے آئے ہیں۔ وہاں اس حق سے محروم کرنے کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ اس کے لئے ایک نام نہاد کمیٹی بنائی گئی تھی۔ جس کا ذکر کرتا ہوا "ملاپ" (۲۲ر اکتوبر) لکھتا ہے:-

"جملہ ہندو ریاستوں میں قانوناً گئو ہتیا بند ہونی چاہیئے۔ ضرورت ہے کہ راجیہ سبھا جلد تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کو منظور کر کے ساری ریاست میں جس کی کثرت آبادی ہندو ہے۔ گئو ہتیا جیسے مکروہ فعل کو بند کر دے"۔

اگر ہندو ریاستوں کو پہلے ہی یہ حق حاصل ہے۔ کہ اپنی مسلمان رعایا کے حقوق کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے گاؤکشی بند کر دیں۔ تو پھر ریاست میسور کو تحقیقاتی کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا صرف اس لئے کہ بعض نام کے مسلمانوں کو آلہ کار بنا کر سب مسلمانوں کا حق چھین لیا جائے۔ یہ کمیٹی بنائی گئی تھی۔

پھر جس ریاست میں کثرت آبادی ہندو ہو۔ اس کے لئے مسلمانوں سے گئوکشی کا حق چھیننا روا ہو سکتا ہے۔ تو کیا اسی اصل کے ماتحت جہاں کثرت آبادی مسلمان ہو۔ وہاں انہیں اس حق کے استعمال کا اختیار نہیں ہونا چاہیئے۔ اور کیا "ملاپ" ریاست کشمیر کے مسلمانوں کو جن کی آبادی ۹۵ فیصدی ہے۔ یہ حق دیئے جانے کی سفارش کرے گا۔

مسٹر ہربلاس اور رشی دیانند

مسٹر ہربلاس شاردا نے ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور میں تقریر کرتے ہوئے شاردا بل کے متعلق کہا:-

"مجھے جو سیوا کا بھاؤ اور ملک کی خدمت کا خیال ہے۔ وہ سب مہرشی دیانند کی کرپا ہے۔ میرا بڑا سوبھاگیہ ہے۔ کیونکہ میں نے مہرشی کے ویاکھیان سنے۔ اور ان سے باتیں کیں اور سیکھیں۔ یہ سب سیوا انہیں کا نتیجہ ہے"۔ (ملاپ ۲۲ر اکتوبر)

ہم نہیں سمجھتے۔ مسٹر ہربلاس نے یہ الفاظ کس لحاظ سے کہے ہیں۔ انہیں جس "سیوا کا بھاؤ" حاصل ہوا ہے۔ اس میں ۱۴ سال کی لڑکی اور ۱۸ سال کے لڑکے کی شادی کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن "مہرشی دیانند" کی کسی پستک میں لڑکے لڑکیوں کی شادی کے لئے یہ عمر معین نہیں کی گئی۔ بلکہ کم از کم جو عمر رکھی ہے۔ وہ مرد کے لئے ۲۵ سال اور لڑکی کے لئے ۱۶ سال ہے۔ اگر شاردا بل کا پاس ہونا "مہرشی دیانند" کی "کرپا" کا نتیجہ ہے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ ان کے ارشاد کے مطابق ہوتا لیکن اس میں تو ان کی مقرر کردہ کم سے کم عمر کا بھی لحاظ نہیں رکھا گیا۔

علاوہ ازیں گورنمنٹ ہند کی مجلس مقننہ سے اس قسم کا قانون پاس کرانا نہ صرف "مہرشی دیانند" کے نزدیک ملک اور قوم کی خدمت نہیں ہے بلکہ انہوں نے اس کی خلاف ورزی کرنے کی کھلے طور پر تلقین کی ہے۔ چنانچہ "ستیارتھ پرکاش" صفحہ ۱۶۴ پر لکھتے ہیں:-

"بے علم ہزاروں۔ لاکھوں۔ کروڑوں مل کر بھی کوئی آئین باندھیں۔ تو وہ کبھی تسلیم نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جو لوگ پیدائش سے ہی برہمچریہ اور راست گوئی وغیرہ کے عہد سے یا ویدوں کی تعلیم اور وچار سے محروم مثل شودر کے چلے آتے ہیں۔ ایسے ہزاروں شخصوں کی جماعت بھی انجمن نہیں کہلاتی"۔

کیا مسٹر ہربلاس اور ان کے بل کے حامی دیانندی بتائیں گے۔ شاردا بل منظور کرنے والے ممبر "پیدائش سے ہی برہمچریہ" کے پابند تھے۔ اور "ویدوں کی تعلیم اور وچار سے محروم" نہیں تھے۔ اگر "مہرشی جی" کی بیان کردہ شرائط میں سے کوئی بھی ان میں نہیں پائی جاتی۔ تو پھر ان کے بنائے ہوئے آئین پر خوشیاں منانا۔ اور اس پر دیانند کی جے کے نعرے بلند کرنا کہاں تک رشی کے حکم کی پابندی ہے۔ رشی تو ایسے قانون کے متعلق یہ حکم دیتا ہے۔ کہ وہ "کبھی تسلیم نہ ہونا چاہیئے"

پس شاردا بل کے پاس ہونے پر نہ صرف مسٹر ہربلاس شاردا کو کوئی فخر نہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ آریوں کو جامے سے باہر ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس کی خلاف ورزی کر کے اپنے رشی کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔

دیانندیوں کا انصاف'

مذبح گرانے والے ملزموں کی رہائی پر دیانندیوں کے ہاں گھی کے چراغ جل گئے۔ اور انہیں ہمارے خلاف بے ہودہ سرائی کا ایک اور موقعہ ہاتھ آگیا۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۳ر اکتوبر) لکھتا ہے۔

"بوچڑخانہ کی مسماری کے بعد جس طرح قادیانی پریس نے اس شرارت کو زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ بوچڑخانہ کا شوشہ صرف مرزائی حضرات کی سازش کا نتیجہ تھا۔ اور وہ اس کی آڑ میں پنجاب میں ہندو مسلم کشیدگی کو بڑھانا چاہتے تھے"

"ملاپ" کا دیانندی انصاف ملاحظہ ہو۔ اس کے نزدیک "بوچڑخانہ کی مسماری" تو شرارت اور فتنہ انگیزی نہیں۔ لیکن اس مسماری کا ذکر "شرارت کو زندہ رکھنے کی کوشش" ہے۔

اس انصاف پسندی کی حقیقت اس وقت کھل جائے۔ اگر دیانندیوں کے خلاف اسی قسم کی کوئی کارروائی ہو۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ جب بندا بیراگی کا بت توڑا گیا۔ اور اس کا الزام سکھوں پر لگایا گیا۔ تو دیانندی اخباروں نے بے حد شور مچایا۔ کیا اس کے متعلق یہی سمجھا جائے۔ کہ بندا کے بت کا شوشہ صرف دیانندی حضرات کی سازش کا نتیجہ تھا۔ اور وہ اس کی آڑ میں ہندو اور سکھ کشیدگی کو بڑھانا چاہتے تھے۔

معلوم ہوتا ہے۔ دیانندی خود اس قسم کی کارروائیاں چونکہ ملک میں بدامنی اور بے چینی پیدا کرنے کے لئے کرتے رہتے ہیں۔ اسلئے دوسروں کے متعلق بھی یہی قیاس کرتے ہیں۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہئے ہمیں اسلام بدامنی دور کر کے امن قائم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ کوئی کسی کے حقوق میں دست اندازی نہ کرے۔ ہم کسی کو اس کے حق سے محروم کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن خود بھی اپنے کسی حق سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔ اگر دیانندی امن کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنی کوششوں کو اپنے حقوق تک ہی محدود رکھیں۔

امان اللہ خان افغانی سفیر بننے کیلئے تیار ہیں

لنڈن کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ ٹائمز آف انڈیا لنڈن کا نامہ نگار مقیم روما لکھتا ہے۔ امان اللہ خان نے اٹلی کے ایک اخبار "ٹریبونو" کو بیان دیتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ اگر جنرل نادر خان بادشاہ بننے کے خواہاں ہو۔ تو میں بشرطیکہ مجھے دعوت دیجائے۔ روما میں افغانی سفیر کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ امان اللہ خان حکمرانی کے تلخ تجربہ کا اعادہ کرنے کی خواہش نہیں رکھتے۔ ایسی حالت میں جو لوگ انہیں کابل میں واپس بلانے کے خواہش مند ہیں۔ وہ گویا ان کی خواہش کے بھی خلاف کرنا چاہتے ہیں۔

اگر امان اللہ خان نہ صرف اپنی بلکہ کابل کی بہتری کے لئے واپس آنا مناسب نہیں سمجھتے۔ تو کسی امر کا اس پر زور دینا ذاتی اغراض پر ایک ملک کے مفاد کو قربان کرنے کے مترادف ہے۔ جس سے ہر بہی خواہ کابل کو احتراز کرنا چاہئے۔

اشارات

شاردا بل کے خلاف مسلمانان ہند میں ایک طوفان برپا ہے لیکن جہاں اس کے خلاف نہایت پر زور دلائل پیش کئے جا رہے ہیں وہاں بعض لوگوں کے منہ سے بے حد مضحکہ خیز باتیں بھی نکل رہی ہیں اور حیرت ہے۔ ایسی باتیں وہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ جو مسلمانوں کے دینی اور دنیوی لیڈر کہلاتے ہیں۔

"زمیندار" (۱۸ر اکتوبر) لکھتا ہے۔

"مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی تجویز کے مطابق یکم اپریل کو طول و عرض کشور میں ہزارہا شادیاں ایسی کی جائیں۔ جن میں دولھا کی عمر سترہ سال ہو۔ اور دلہن کی چودہ سال ہو"

معلوم ہوتا ہے۔ "زمیندار" اور "مولانا حبیب الرحمن" نے لڑکے لڑکی کی شادی کو گڈے گڑیا کا کھیل سمجھ لیا ہے۔ کہ جب جی چاہا کھیل لیا۔ حالانکہ یہ نہایت نازک معاملہ ہے۔ جو بڑے غور و فکر اور سوچ بچار کے بعد طے ہونا چاہئے۔

اگر یکم اپریل کو طول و عرض کشور میں ہزارہا ایسی شادیاں کی جائیں۔ جن میں دولھا کی عمر سترہ سال ہو۔ اور دلہن کی چودہ سال" تو معلوم نہیں۔ ایسے ہزارہا لڑکے اور لڑکیاں میسر کہاں سے ہونگی۔ اور اگر فرض کر لیا جائے۔ کہ اس عمر کے ہزارہا بن بیاہے لڑکے اور لڑکیاں موجود ہیں۔ ان کے والدین نے بھی انہیں "مولانا حبیب الرحمن" کی تجویز کی بھینٹ چڑھانے کی تیاری کر لی ہے۔ تو اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ ان لڑکے لڑکیوں کو سوچے سمجھے بغیر جھٹ منگنی پٹ بیاہ پر آمادہ کر لیا جائیگا۔ اور جب شادی کے لئے صرف لڑکے کا سترہ سالہ اور لڑکی کا چودہ سالہ ہونا شرط ہو گی۔ دوسرے اہم امور جو شادی کو خوشگوار بنانے کا موجب ہوتے ہیں۔ نظر انداز کر دینے پڑینگے۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایسی شادیاں کوئی مفید نتیجہ پیدا کر سکینگی۔

اگر اس "حربہ" کے ذریعہ مسلمان شاردا بل کی پابندی سے مستثنیٰ بھی ہو جائیں۔ جس کی قطعاً امید نہیں۔ تو بھی جن ہزارہا لڑکے لڑکیوں کی انمل اور بے جوڑ شادیاں ہو چکی ہونگی۔ ان کی زندگیاں برباد ہو جائیں گی۔ اور وہ ساری عمر اس تجویز کے مجوزین کی جان کو روتے رہیں گے۔ اس بارے میں ہم صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں۔ یہ نوجوان لڑکے لڑکیاں جن کی وجہ سے شاردا بل سے مخلصی حاصل ہوگی۔ ان کی تکالیف اور مصائب کا ازالہ کرنے کے لئے بھی کوئی صورت اختیار کی جائے گی۔ یا نہیں۔

ہمیں یقین ہے۔ مسلمانان ہند مذکورہ بالا تجویز کو قطعاً قابل اعتنا نہ سمجھیں گے۔ کہ یہ ہر پہلو سے نقصان رساں اور مضحکہ خیز ہے۔ جن والدین کے ایک ایک دو دو لڑکے لڑکیاں ہوتے ہیں۔ انہیں موزوں رشتہ تلاش کرتے کئی سال گذر جاتے ہیں۔ اور پھر بھی بعض اوقات کئی قسم کی قباحتیں نکل آتی ہیں۔ پھر ایک ہی دن میں ہزارہا لڑکے لڑکیوں کی شادیاں کرنے کا جو نتیجہ نکل سکتا ہے۔ ظاہر ہے۔ بغیر سوچے سمجھے اور بغیر حالات پر غور کئے شادیاں کرنے سے تو لڑکے لڑکی کو کوئیں میں پھینک دینا اچھا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے۔ وہ کونسے والدین ہونگے۔ جو اپنی اولاد کی اس تجویز کے ماتحت یکم اپریل کو شادی کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

اس قسم کی لایعنی اور بے ہودہ تجاویز پیش کرنا جن پر اول تو عمل ہی نہ ہو سکے۔ اور اگر کوئی عمل کرے۔ تو ساری عمر کے لئے مصیبت میں پڑ جائے۔ اپنی خفت کا سامان بہم پہنچانا ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کل کے "مولانا" اور "آغا" باوجود اپنی بہت سی تجویزوں کی ناکامی کا داغ سینوں پر رکھنے اور کئی رنگ میں مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا موجب بننے کے۔ اس قسم کی حرکات سے باز نہیں آتے۔ اور مسلمانوں کو ستانے کے لئے نت نئی تجاویز پیش کرتے رہتے ہیں۔

دیانندیوں کی بداخلاقی اور کمینگی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کسی معزز سے معزز مسلمان کا ذکر ایسے وقت میں بھی شریفانہ الفاظ میں کرنا گوارا نہیں کر سکتے۔ جبکہ وہ صدمہ رسیدہ ہو۔ حال میں فرمانروائے دکن کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ تو دیانندی اخبارات نے یہ خبر "نظام حیدرآباد کی ماں مر گئی" کے عنوان سے شائع کی۔ معاصر "انقلاب" نے یہ عنوان پرتاپ (۱۸ر اکتوبر) میں دیکھ کر لکھا ہے کہ "اس معاملہ میں پرتاپ سب سے زیادہ گیا گذرا ہوا ہے۔" لیکن اسی تاریخ کا "ملاپ" دیکھ لیا جاتا۔ تو معلوم ہو جاتا۔ یہ دیانندی آوا سارے کا سارا بگڑا ہوا ہے۔ "ملاپ" نے بھی اس خبر کا عنوان اپنی (۱۸ر اکتوبر) کی اشاعت میں بعینہٖ وہی رکھا ہے۔ جو "پرتاپ" نے رکھا۔

بے شمار دیانندیوں کی مائیں مر چکی ہیں۔ ان میں سے کئی ایک کا ذکر مسلم اخبارات میں بھی آیا ہوگا۔ لیکن وہ الفاظ جو مسلمان اخبارات نے کبھی دو کوڑی کے بنیوں اور دھوتی پوشوں کے متعلق نہ لکھے۔ وہ دیانندی اخباروں نے متفقہ طور پر ایک جلیل القدر والئے ملک اور مسلمانوں کے قابل احترام انسان کے متعلق لکھنے سے دریغ نہ کیا۔ جن لوگوں کے قلوب کی گہرائیوں سے معزز مسلمانوں کی تحقیر اور تذلیل کے لئے اس طرح زہر ٹپک رہا ہو۔ اور وہ رنج و غم کے موقعہ پر بھی نیش زنی سے باز نہ آئیں۔ ان سے کسی قسم کی بھلائی یا انسانیت کی توقع رکھنا بہت بڑی نادانی

اہلِ پیغام کے بوسیدہ تنکے

غیر مُبائعین کے سابقہ اور موجودہ عقائد میں اختلاف عظیم

غیر مبائعین کی حالت بے چینی

جو قوم یا فرد اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کرے۔ اور جرأت و دلیری سے کام لے کر اس تبدیلی کا اظہار بھی نہ کر سکے۔ اس کے لئے بہت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اہلِ پیغام جو کبھی "رسول کے تخت گاہ" سے وابستہ تھے۔ اور جنہیں کبھی "جری اللہ فی حلل الانبیاء" کی رفاقت کا فخر حاصل تھا۔ ان دنوں اسی حالت بے چینی میں مبتلا ہیں۔ تبدیلی کا اظہار اگرچہ رفیقوں کی جدائی کا الم ناک منظر پیش کرتا ہے۔ تو سابقہ عقائد کا واضح اعلان بھی اغیار کی نوازشات کے باعث سوہانِ روح بن رہا ہے ؛

پیغامی بدل گئے۔ یا ان کے عقائد بدل گئے

"جواب مباہلہ" نمبر اول میں اہلِ پیغام کے ان الفاظ کو پیش کر کے ان کے انصاف سے ہی اپیل کی گئی تھی۔ کہ آیا وہ بدل گئے ہیں۔ یا ان کے عقائد تبدیل ہو گئے۔ الفاظ یہ ہیں:-

"ہم تمام احمدی جن کا کسی ذکسی صورت سے اخبار "پیغام صلح" کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالے کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علے الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعودؑ و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی۔ رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم و بیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ دُنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اس کے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کو بھی سچا پیشوا سمجھتے ہیں۔" (پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

ہمارا یقین تھا۔ اور ہے۔ کہ اہلِ پیغام اس حوالہ کی کوئی توجیہہ نہیں کر سکتے۔ "پیغام صلح" ۱۱ر اگست میں مدیر اخبار نے "تنکے کا سہارا" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ مگر سچ یہ ہے ع۔ عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

اظہار ناراضگی کے طور پر ارشاد ہوتا ہے:-

"قادیانی حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان تنکوں کے سہاروں پر ڈوبتی ہوئی کشتی ساحلِ مراد تک نہیں پہونچ سکتی۔ ...... ہم ان حضرات سے صاف کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنا اپنی ہی سلامتی سے ہاتھ دھونا ہے ...... اگر وہ غور کرتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ حوالہ ایک تنکے کے سہارے سے بڑھ کر حیثیت نہیں رکھتا"

ان الفاظ میں جو لہجہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہ خود اس سراسیمگی کا مظہر ہے۔ جو بحجوم مولجات سے اہلِ پیغام پر طاری ہو جاتی ہے ؛

عُذر نامعقول

یہ حوالہ نہ ہل سکنے والا "پتھر" ہے۔ یا "تنکے کا سہارا" اس کا فیصلہ ناظرین کرام خود کر سکتے ہیں۔ "پیغام صلح" نے جو انوکھا اور سراسر غلط جواب دیا ہے۔ وہ اس کے ہی الفاظ میں یہ ہے:-

"پیغام صلح جولائی ۱۹۱۳ء میں جاری ہوا۔ اس وقت سے لے کر آخر اکتوبر تک اس کی عنانِ ادارت ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کے ہاتھ میں رہی۔ ماسٹر صاحب موصوف جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا۔ میاں محمود احمد صاحب کے ہم خیال تھے۔ اور اسی لئے انہوں نے محولہ بالا نوٹ ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء کے پیغام صلح میں خود بخود لکھدیا۔ جس کے شائع ہونے پر انہیں ملازمت سے علیحدگی کا نوٹس دیدیا گیا۔" (۱۱ر اگست ۱۹۲۹ء)

گویا ۱۶ر اکتوبر کا حوالہ ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم کا ذاتی ہے۔ اور وہ میاں صاحب کے ہم عقیدہ تھے۔ اس لئے انھوں نے ایسا لکھ دیا۔ اور اسی وجہ سے ان کو علیحدہ کیا گیا۔ لیکن اصل حوالہ کے ابتدائی اور آخری الفاظ اس بیان کی بالبداہت تغلیط کر رہے ہیں۔ چنانچہ الفاظ یہ ہیں:-

"معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے۔ کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعودؑ و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی الخ"

اب ظاہر ہے۔ کہ اگر ایسی کوئی "غلط فہمی" پھیلائی جا رہی تھی۔ تو اس کی تردید یا تو "سوسائٹی پیغام صلح" کو کرنے کی ضرورت تھی۔ یا اڈیٹر اخبار کو۔ مگر اڈیٹر تو بقول "پیغام صلح" (۱۱ر اگست) خود اس غلط فہمی کے پھیلانے والوں میں سے ایک تھا۔ اس کو تردید کی کیا ضرورت تھی۔ بلکہ اسے تو اس "غلط فہمی" کو مضبوط کرنا چاہیئے تھا۔ پس اب ایک ہی صورت باقی تھی کہ "سوسائٹی پیغام صلح" اس کی تردید کرے۔ یا کرائے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ اصل عبارت سے عیاں ہے۔ اب یہ محض دھوکہ ہے۔ کہ اس کو ایک ایسے اڈیٹر کے ذمہ لگا کر مغالطہ دیا جائے۔ جو فوت ہو چکا ہے۔ اور جس کے متعلق پیغامیوں کو اطمینان ہے۔ کہ ان کے بیان کی تردید نہیں کر سکتا۔ اس عبارت کے آخری الفاظ بھی قابل ملاحظہ ہیں۔ لکھا ہے:-

"اخبار میں اگر کسی قسم کی غلطی ہو جائے۔ تو ہم ہر وقت اپنی غلطی کے ماننے پر تیار ہیں۔ ہم نے اخبار کو محض خدمتِ اسلام کے لئے جاری کیا ہے نہ نام و نمود یا دنیاوی مفاد کے لئے۔ ہم اپنے بھائیوں سے حُسن ظنی چاہتے ہیں۔ وبس"

کیا ان الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی ۱۶ر اکتوبر کے حوالہ کو ذاتی بات کہہ سکتے ہیں ؛

ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم کی پیغام سے علیحدگی

میں اڈیٹر "پیغام صلح" کی اس کذب بیانی پر حیران ہوں۔ کہ ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم کو اس حوالہ کی بناء پر علیحدگی کا نوٹس دے دیا گیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک جھوٹ کو سچ بتانے کے لئے کتنے جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب امیر قوم سے ہم پُر زور مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ خدا کے لئے اس سچی شہادت کو ظاہر کریں کہ "کیا ماسٹر صاحب موصوف کو اس حوالہ کے لکھنے کی بناء پر علیحدگی کا نوٹس دیا گیا تھا" اگر مولوی صاحب موصوف کو اپنے رفقاء کا اس حد تک پاس خاطر منظور ہو۔ کہ وہ سچی گواہی دینے کے لئے بھی تیار نہ ہو سکیں تو وہ من یکتمھا فانہٗ اٰثم قلبہ کی وعید الٰہی کو یاد رکھیں "پیغام صلح" کے فائل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۴ر ستمبر ۱۹۱۳ء تک خواجہ کمال الدین صاحب اور ماسٹر احمد حسین صاحب کا نام بطور اڈیٹر لکھا جاتا تھا۔ مگر اس کے بعد ادارت کے نام اڑا دئے گئے۔ اور زیر بحث پرچہ یعنی ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء کے "پیغام صلح" پر کسی کا نام نہیں۔ اس سے بھی موجودہ اڈیٹر کی غلط بیانی ظاہر ہے ؛

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

ان تمام باتوں کے علاوہ یہ ایک بڑا زبردست ثبوت ہے۔ کہ محولہ بالا فقرات کی تردید شائع نہیں کی گئی۔ ورنہ صاف اعلان ہو جاتا۔ کہ ماسٹر صاحب نے یہ غلط بات درج کر دی۔ اس لئے ان کو علیحدہ کر دیا گیا۔ مگر نہ ان کی بالواسطہ یا بلا واسطہ تردید ہوئی۔ اور نہ اس بناء پر ان کی علیحدگی ہوئی۔ اس لئے اب یہ سارا قصہ جھوٹ بنایا گیا ہے موجودہ اڈیٹر نے ۲ر نومبر کے پرچہ سے ایک عبارت نقل کی ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب مسیح موعود اور مہدی معہود تھے۔ اور بتایا ہے کہ بس ثابت ہوا۔ ہم حضرت مرزا صاحب کو رسول اور نبی نہ مانتے تھے۔ حالانکہ اول تو اس عبارت کو خود دوسرے اڈیٹر کا ذاتی اعتقاد کیوں نہ قرار دیا جائے۔ دوم عدم ذکر سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ سوم مضمون تو "مسیح اور مہدی کی آمد" کے عنوان سے لکھا گیا تھا۔ اس لئے اس میں یہی ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ لہذا یہ استدلال یقیناً "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" کا مصداق ہے۔ مگر کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ جس مضمون کے ایک فقرہ سے موجودہ اڈیٹر نے انکار رسالت کا استدلال کیا ہے۔ اس کے آخری فقرات حسب ذیل ہیں:-

"ان (حضرت اقدس) کی پیشگوئیاں پوری ہوتی چلی جائیں۔ اس کے کاروبار اور سلسلہ میں نمایاں ترقی ہوتی چلی جاوے۔ مخالفین کی مخالفت ناخنوں تک زور لگا کر بھی کچھ اثر اس پر نہ کر سکے۔ یہ وہ نشانات بین ہیں۔ جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسّلام (اب تو اہلِ پیغام نے علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھنا بھی چھوڑ دیا ہے) کا من جانب اللہ مامور و مرسل ہونا ظاہر کرتے ہیں"

اس تصریح کے بعد ظاہر ہے۔ کہ مدیر "پیغام صلح" کا جواب کہاں تک مبنی بر صداقت ہے؟

پیغام صلح اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

۱۶ر اکتوبر کے حوالہ سے جان بچانے کے لئے جو عذر تراشا گیا ہے۔ اس کی

قلعی کھولنے کے لئے "پیغام صلح" کے اپنے ہی یہ الفاظ کافی ہیں:-

"ہم تحدیث بالنعمت کے طور پر یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اخبار "پیغام صلح" حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم اور اجازت سے جاری کیا گیا تھا۔ اور باقاعدہ حضرت صاحب کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ اور اگر کوئی امر ایسا ہو جسے وہ ناپسند فرماویں۔ تو آپ کے حسب منشاء اصلاح کر دی جاتی ہے۔ یا آئندہ اس قسم کے مضامین کو اخبار سے روک دیا جاتا ہے۔ اور یہ اخبار اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح کے فرمان کے ماتحت ہے جس طرح قادیان کے اخبارات"

(۱۱- ستمبر ۱۹۱۳ء)

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا ۱۶ر اکتوبر کے حوالہ کو "حضرت خلیفۃ المسیح" نے ناپسند فرمایا۔ اور اس کی اصلاح کے لئے ارشاد فرمایا؟ اگر نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ تو "پیغام صلح" کی موجودہ کج روی کس نام کی مستحق ہے کیا اہل پیغام بتا سکتے ہیں۔ کہ "حضرت خلیفۃ المسیح" نے اس کو ناپسند فرمایا۔

اہل پیغام کا حلفیہ بیان

ایڈیٹر "پیغام" نے "حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نورالدین رضؓ" کی زندگی میں ہی ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم کو "میاں صاحب کا ہم خیال" قرار دے کر اپنے لئے ایک انجمن پیدا کر لی ہے یعنی پیغام صلح دراصل "میاں صاحب" کی مخالفت کے لئے جاری ہوا تھا۔ اور پھر یہ لکھ کر کہ ۱۶ر اکتوبر کے حوالہ کی بنا پر ان کو علیحدہ کیا گیا تھا۔ ایک ناپاک جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ ۱۶ر اکتوبر سے قریباً ڈیڑھ ماہ پیشتر اسی اخبار "پیغام صلح" میں "الفضل" قادیان (جو ان دنوں خود حضرت "میاں صاحب" کی ادارت میں جاری تھا) کے بعض سوالات کے جواب میں اہل پیغام کی طرف سے لہجہ طنزیہ اختیار کر کے ایک حلفیہ بیان شائع کیا گیا تھا۔ جس میں جلی حروف سے "خدائے واحد کو حاضر ناظر جان کر ہم اعلان کرتے ہیں" کے ماتحت لکھا ہے:-

"ہم حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادمین الاولین میں سے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں حضرت اقدس ہم سے رخصت ہوئے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ومہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے بھیجے رسول تھے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ اور آج آپ کی متابعت میں ہی دُنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں" (۷- ستمبر ۱۹۱۳ء صـ۳)

ہمارے بھولے ہوئے بھائیو! خدا کے لئے اس مضمون کو پڑھو اور دیکھو۔ تم کہاں سے چلے اور کدھر جا رہے ہو۔ یہ مضمون مرحوم فرید آبادی کا اپنا نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ "یہ خادمین الاولین" اور پیغام بلڈنگس کے مالکوں کا ہی ہو سکتا ہے۔ ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے۔ مگر ہم اصلیت واضح کر چکے ہیں۔ اگر یہ مضمون بھی نائب ایڈیٹر کا ہی تھا۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ان کی علیحدگی اس اعلان پر نہ ہوئی۔ بلکہ ڈیڑھ ماہ بعد تک وہی اخبار ایڈٹ کرتے رہے۔ خدا کے لئے کوئی تو معقول بات کرو عداوتِ محمود رضؓ میں کیوں اندھے ہوئے ہو؟

مشتے کہ بعد از جنگ

پھر اسی ۷- ستمبر کے مضمون کے اخیر پر "سوسائٹی پیغام صلح" کی طرف سے یہ لکھا گیا ہے:-

"بالآخر اخبار پیغام صلح کے متعلق ہم یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ ایڈیٹر یا کسی خاص شخص کا ذاتی اخبار نہیں۔ یہ کل جماعت احمدیہ کا اخبار ہے"

پس اب موجودہ ایڈیٹر کا واویلا یقیناً "مشتے کہ بعد از جنگ" والی بات ہے۔ اب ان حلفیہ اعلانوں سے روگردانی صرف بزدلی۔ منافقت اور کمزوریِ ایمان کا نتیجہ ہے۔ وبس ⁂

پیغام صلح کے چند حوالے

ناظرین کرام پر بخوبی کھل چکا ہے۔ کہ جن مضبوط اور محکم حوالجات کو موجودہ پیغامی "تنکے" قرار دیتے ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے۔ اب ہم اس بحث کو مختصر کرنے کے لئے صرف "پیغام صلح" جلد اول سے چند حوالجات اور پیش کر دیتے ہیں تا یہ سب "تنکے" جمع ہو کر غیر مبایعین کے لئے آشیانہ کا کام دے سکیں ⁂

(۱) خواجہ کمال الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"جہاد کو پیغمبر قادیان یا علی گڑھی بزرگ نے ناجائز نہیں بتایا۔ بلکہ ان کا اعتقاد یہ تھا۔ کہ اس کا مقصد محض اندفاعی ہے" (۲۷ر جولائی ۱۹۱۳ء)

"یہ بات کہ اب بھی یسوع مسیح۔ کرشن۔ بدھ جیسے انسان پیدا ہو سکتے ہیں۔ قرآن شریف میں صریح الفاظ میں بتائی گئی ہے۔ اور قرآن شریف کے علاوہ اور جگہ بھی ہمیں یہی وعدہ دیا گیا ہے۔ کیا یسوع مسیح۔ کرشن اور بدھ نے اپنی دوبارہ آمد کی پیشگوئیاں نہیں کیں" (۲ر نومبر ۱۹۱۳ء صـ۲)

(۲) مولوی محمد علی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ یعنی ہم عذاب نازل نہیں کیا کرتے۔ جب تک کہ رسول مبعوث نہ فرمالیں۔ اب ہمیں یہ دیکھ کر حیرانی اور تعجب ہوتا ہے۔ کہ دُنیا ہاں سفلی اسباب کے مقید دُنیاداران تمام آفات ارضی وسماوی کو تو کھلم کھلا عذاب الٰہی مانتے ہیں۔ جن کا کئی سال سے پے در پے نزول ہو رہا ہے۔ مثلاً قحط۔ زلازل طرح طرح کی وبائیں۔ کشت وخون کے ہنگامے۔ تشویش خیز بدامنیاں طوفان ہائے بلاخیز اور سیلاب کی تباہیاں وغیرہ جنہوں نے انسانی زندگی کو تلخ کر دیا ہے۔ .... غرض ہمیں حیرت ہے۔ کہ پھر عذابوں کے تسلیم کرنے والے ہاں قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے مسلمان اس رسول کی ضرورت سے کیوں غافل ہیں۔ جو خدائی قانون متذکرہ صدر کے مطابق نزول عذاب سے پہلے آنا چاہیئے تھا۔ اور لاریب وہ عین اپنے وقت پر آیا" (۹- ستمبر ۱۹۱۳ء صـ۲)

(۳) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں:-

"یہ سچ ہے۔ کہ انبیاء کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے قبل از وقت وہ علوم دئے جاتے ہیں۔ جو دوسروں کو نہیں ہوتے۔ اور ان کو قبل از وقت بعض ایسے واقعات کی خوشبو آجاتی ہے۔ جسے سُن کر دوسرے لوگ خبط اور دیوانگی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ بظاہر واقعات زمانہ کے بالکل خلاف ہوتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے وجود باجود میں خدا کا ایک فرستادہ آیا۔ وہ اسلام کے غم میں ویسا ہی غمگین تھا۔ جیسے یعقوبؑ یوسفؑ کے غم میں" (۲۵- جنوری ۱۹۱۴ء صـ۲)

(۴) ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب غلبت الروم والے الہام کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:-

"اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ اور آج بھی وہ اپنے پاک انسانوں سے اسی طرح کلام کرتا ہے۔ جیسے وید کے رشیوں، رام چندر، کرشن، موسیٰ بیٹے، حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گذشتہ زمانوں میں کیا کرتا تھا۔ .... اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ وہ خدا کی بات (غلبت الروم الہام) آج پوری ہوتی ہے۔ جو دنیا پر ثابت کرتی ہے۔ کہ وہ کلام خدا کا کلام ہے۔ جو کہ اس کا لانے والا تھا۔ وہ (حضرت مرزا صاحب) اللہ کا سچا مرسل ہے" (ضمیمہ پیغام صلح ۱۷ر جولائی ۱۹۱۳ء)

میں ان چار حوالوں پر ہی اکتفا کرتے ہوئے اہل پیغام سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ غور کریں۔ کیا وہ آج جرأت کے ساتھ ان حوالجات کو تحریر وتقریر میں دہرا سکتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو دیانت داری کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ اعلان کر دیں۔ کہ ہم ان عقائد پر قائم نہیں رہے۔ اب ہمارے عقائد بدل گئے ہیں۔ مگر یہ بھی کوئی انصاف ہے۔ کہ نہ تبدیلی کا اعتراف ہو۔ اور نہ ان عقائد کو تسلیم کیا جائے۔ اور اگر کوئی احمدی یہ حوالجات پیش کر دے۔ تو اسے کوسنا شروع کر دیا جائے ⁂

خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان دار الامان

غیر مبایعین کا "شاندار جلسہ"

ناظرین "الفضل" کی دلچسپی کے واسطے ہم غیر مبایعین راولپنڈی کے "شاندار اسلامی جلسہ" کی شاندار ناکامی پر مزید روشنی ڈالنا چاہتے ہیں:-

(۱) ہم بکمال اشتیاق جب اس "شاندار جلسہ" میں شمولیت کے لئے گئے تو دیکھا۔ جلسہ گاہ میں ہُو کا عالم ہے۔ ہاں ایک غیر مبایع برتن فروش بطور چوکیدار بیٹھے تھے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ منتظم جلسہ کجا رفتند۔ تو فرمانے لگے۔ سب جہنم رسید ہو گئے ⁂

(۲) پولیس بے چاری الگ سرگرداں تھی۔ کہ اس "شاندار جلسہ" کے انتظام وانصرام کے فرائض میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ چنانچہ انسپکٹر صاحب پولیس معہ ایک دستہ پولیس کے جلسہ گاہ میں آدھمکے۔ مگر وہاں ان کے متعلق سوائے اس کے اور کچھ کام نہ تھا۔ کہ وہ کرسیوں کو باہمی تصادم سے روکیں۔ یا فرش زمین کا خیال رکھیں۔ کہ وہ خود بخود اٹھ نہ جائے آخر بے چاروں کو تھک کر واپس جانا پڑا ⁂

(۳) جب اس "شاندار اسلامی جلسہ" کا اختتام ہونے لگا۔ تو اس وقت ہمارے ٹریکٹ مولوی عصمت اللہ صاحب کو دئے گئے۔ کہ ذرا ان کی تردید کر دیں۔ مگر مولوی صاحب آتنا دماغ کہاں سے لاتے۔ کہ ہمارے مدلل ٹریکٹوں کو پڑھ کر ان کی تردید کر سکتے۔ لہٰذا انہوں نے انکار کر دیا۔ سکرٹری صاحب غیر مبایعین نے ہر چند چاہا۔ کہ کچھ ان کے علماء ان پر روشنی ڈالیں مگر سب نے عجز ظاہر کیا۔ آخر جب ہر طرف سے ناکامی نظر آئی۔ تو خود ہی کہنے لگے۔ دیکھو۔ جی ہم نے قادیانیوں کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ مگر یہ لوگ ہمارے خلاف پروپگنڈا کر رہے ہیں۔ اچھا خیر ارا بھی داؤ چلا۔ تو انتقام لے لیں گے۔

عاجز ملک عزیز احمد عفی عنہ

پریذیڈنٹ شبان الاحمدین۔ راولپنڈی۔

خدا دو مسلمان فریق میں سے کس کے ساتھ ہو

اخبار پیغام صلح مجریہ ۳ر اکتوبر میں ایک مضمون بعنوان "دو مسلمان فریق" شائع ہوا ہے جس میں کسی مستور الحال والاسم نے ظاہر کرنا چاہا ہے۔ کہ غیر مبایعین حق پر ہیں اور مرکز سے تعلق رکھنے والی جماعت حق پر نہیں +

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام "خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا۔ پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے" البشریٰ جلد ۲ ص۱۲۹ درج کر کے مضمون نگار رقمطراز ہے "یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جس میں صاف اور صریح طور پر جماعت کے اندر دو فریق بننے کی خبر دی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ان دونوں میں سے ایک کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہوگی"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام پر ہمارا ایمان ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ضرور سچا ہے۔ اور یہ برکات کا موجب ہے اور واقعی احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے زبردست معیار ہے۔ مگر اس الہام سے جو نتیجہ مضمون نگار نے اخذ کیا ہے۔ وہ سر تا پا غلط ہے اور غیر مبایعین کے مسلمات اور فتاویٰ و عقائد کی جڑھ پر تیز کلہاڑی کا کام کرتا ہے کیونکہ اول اگر یہ الہام موجودہ اختلاف پر دال ہے۔ تو ثابت ہوا کہ اہل پیغام کا ہمیں مسلمان نہ قرار دینا بلکہ غیر اسلامی فرقہ۔ دائرہ اسلام سے خارج بتانا غلط ہوا کیونکہ خدا فرماتا ہے "خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا" گویا جن دو فریقوں کا یہاں ذکر ہے۔ وہ دونوں مسلمان ہیں پس اول تو اس الہام سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اگر یہ الہام بقول اہل پیغام موجودہ اختلاف پر صادق آتا ہے۔ تو یقیناً اہل پیغام ہمیں اسلامی فرقہ قرار نہ دینے میں صریحاً غلطی پر ہیں +

دوئم۔ اس الہام میں جن دو فریق کا ذکر ہے۔ اگر وہ احمدیہ جماعت کے ہی دو فریق ہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ خدا کے اس الہام نے انہیں دو کو مسلمان قرار دیا ہے اور ان کے علاوہ کو مسلمان قرار نہیں دیا۔ کیونکہ اگر احمدی جماعت کے علاوہ دوسرے مدعیان اسلام بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں ویسے ہی مسلمان ہوتے جیسے احمدی جماعت ہے تو لفظ مسلمان کا ذکر نہیں چاہیئے تھا۔ پھر تو صرف دو فریق کا لفظ کافی تھا۔ کہ خدا دو فریق میں سے ایک کا ہوگا۔ یا محض یوں چاہیئے تھا۔ کہ خدا مسلمان فریقوں میں سے ایک کا ہوگا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے باقی مدعیان اسلام میں سے احمدی جماعت کو علیحدہ کر کے اس میں اختلاف پیدا ہونے کے وقت کی پیشگوئی فرمائی کہ حق کس کی طرف ہوگا اور فرمایا۔ "خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا"۔ پس یہاں مسلمان کا لفظ کسی خاص حکمت کی وجہ سے رکھا گیا ہے محض صفت زائدہ کے طور پر نہیں آیا۔ بلکہ صفت مخصصہ کے طور پر آیا ہے کہ مسلمان ہونا ان دو فریق کی شان ہوگی۔ اور ان کا اسلام امتیازی ہوگا +

اگر یہ معنے نہ کئے جائیں یعنی لفظ مسلمان صفت مخصصہ کے طور پر نہ مانیں تو یہ الہام ہرگز ہرگز محض احمدیہ جماعت کے اختلاف پر معیار فیصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں کہ باقی مدعیان اسلام بھی واقعی خدا تو کے نزدیک اگر مسلمان ہیں۔ جیسا کہ اہل پیغام کا عقیدہ ہے۔ تو پھر آج تمام مدعیان اسلام فرقوں میں سے کسی خاص نقطہ مرکزی یا عام اجتہادی نقطہ نگاہ سے جن دو فریق کا آپس میں اختلاف ہو۔ یہ الہام اُن میں سے کسی ایک فریق پر چسپاں کیا جا سکتا ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان باہم دو مخالف فریقوں میں سے جن کا اختلاف خواہ وہ سیاسی نقطہ نگاہ سے ہو یا مذہبی نقطہ نگاہ سے۔ پھر مذہبی نقطہ نگاہ سے بھی وہ اختلاف اجتہادی مسائل میں ہو یا کسی اور جہت سے ہو) خدا ایک کے ساتھ ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا فرمودہ الہام "خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا" یقیناً اپنے ظاہری الفاظ کے لحاظ سے چسپاں ہوگا۔ پس اہل پیغام اسے اپنے اختلاف کے لئے معیار فیصل قرار نہیں دے سکتے۔ اگر اس الہام کو معیار صداقت قرار دینگے تو پھر ماسوا احتمالات سے مبرا کر کے لفظ مسلمان کا اطلاق محض احمدیوں پر ہی کئے جانے کا اقرار انہیں کرنا پڑے گا +

پس جب ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ کا یہ الہام اپنے الفاظ کے لحاظ سے اس امر کی دلیل ہے۔ کہ اہل پیغام مسئلہ کفر و اسلام میں غلطی پر ہیں اور لفظ "مسلمان" محض احمدیوں کے لئے مخصوص کیا جا سکتا ہے۔ تو اب یہ سوال کہ وہ کونسا گروہ ہے جو اس الہام کی رو سے خدا تعالیٰ کی معیت کا حقدار ہے اور سچا ہے۔ اس پر چنداں بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جو فریق لفظ مسلمان کے اطلاق میں ہی عظیم الشان غلطی کر رہا ہے۔ اور [illegible] سے مسلمان نہیں کہتا اُسے وہ فریق مسلمان قرار دیتا ہے۔ تو وہ فریق اس نص کی تو خود ہی رُو سے راستی پر کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بداہت کے علاوہ بھی ایک زبردست دلیل ہے۔ جو اس امر کا فیصلہ کر دیتی ہے کہ دو فریق میں سے راستی پر کون ہے۔ اہل پیغام اس الہام کو پیش کرتے ہوئے خارجی قرائن اور دلائل کو ملا کر اپنی سچائی ثابت کرتے ہیں۔ مگر ہمارا ایمان ہے کہ یہ الہام خود بغیر دوسرے قرائن کو ملانے کے اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ مبایعین کا گروہ سچائی پر قائم ہے +

وہ دلیل خود اسی الہام کا آخری حصہ ہے کہ "خدا ایک کا ہوگا" یعنی خدا تعالیٰ ان دونوں فریق میں سے جو مسلمان کہلاتے ہیں ان میں سے ایک کا ہوگا۔ اور اسے خدا تعالیٰ کی معیت حاصل ہوگی +

اب خدا تعالیٰ کی معیت کی کیا علامت ہے اس کا علم کیسے ہو سکتا ہے وہ کیا اثر دکھاتی ہے۔ ہم کیسے جان لیں کہ واقعی فلاں کو خدا کی معیت حاصل ہے۔ وہ قرآن کریم میں بکثرت موجود ہے۔ اور تاریخ میں صادقوں کے حالات سے واضح اور ظاہر ہے۔ کہ کیسے اُن لوگوں کو خدا تعالیٰ ادنےٰ حالت سے اعلیٰ تک پہنچاتا ہے اور کس طرح ان کو عزت دیتا ہے۔ دشمنوں کی دشمنی سے بچاتا اور قبولیت کے آثار پیدا کرتا ہے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے حالات میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں موجود ہے۔ یہی معیت ہے جو پہلے زمانوں میں اپنے آثار سے صداقت کا ثبوت دیتی آئی ہے۔ وہی معیت ہماری صداقت کی دلیل ہے

موجودہ اختلاف کے ابتدائی ایام میں اہل پیغام نے جو مرکزی جماعت کے ساتھ سلوک کیا۔ وہ اُس وقت کے لوگوں کو یاد ہے صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ پر جو اہل پیغام نے ہاتھ صاف کیا وہ سب کو معلوم ہے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرقریزی اور محنت اور ہدایات کے ماتحت اور انجمن کے روپے کو بے دریغ خرچ کر کے قرآن شریف کے ترجمہ کو اپنا قرار دیکر لاہور لے جایا گیا۔ وہ ابھی جماعت کے لوگوں کو نہیں بھولا۔ وہ کتب جو مختلف وقتوں میں صرف کثیر سے حاصل کی جاتی رہیں انہیں لے جانا بھی لوگوں کو معلوم ہے۔ پھر ان سب حرکات کے بعد یہ کہہ دینا۔ کہ اب ہمارے چلے آنے کے بعد یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ اور کہ دنیا دیکھے گی۔ یہاں کیا ہوتا ہے۔ اب یہاں اُلو بولے گا وغیرہ۔ ذالک من الهفوات ایسی نازک حالتوں میں جبکہ اے اہل پیغام آپ لوگ مرکزی لوگوں کی بربادی اور اس مقام کی تباہی اور بربادی کے خواب دیکھتے تھے۔ پھر مزید براں آپ لوگوں نے جو مخالفانہ تدبیریں خارجی طور پر باہر کی جماعتوں کو مرکز سے جدا کرنے کے لئے اختیار کیں۔ وہ تدابیر مع آپ لوگوں کے دعاوی اور آپ کے افعال قبیحہ کے ہماری مخالفت میں تھیں۔ اور خدائی معیت (جو ہمیشہ ایسے ہی حالات میں اپنا بہترین اثر دکھایا کرتی ہے) ہمارے ساتھ تھی اس نے اس الہام کی بنا پر ہمارا ساتھ دیا (ذالک الفضل من اللہ۔ اللّٰھم زد فزد) +

پس ان حالات کو ان کمزوریوں کو ان دعاوی کو ان مخالفانہ تدابیر کو ایک طرف رکھیں اور پھر سوچیں۔ کہ اگر مبایعین کی جماعت کے ساتھ خدا کی معیت نہ ہوتی۔ تو کیونکر ممکن تھا۔ کہ آپ لوگوں کو یوں شکست ہوتی +

پس اے اہل پیغام بے شک یہ خدا کا قول ہے کہ "دو مسلمان فریق میں سے خدا ایک کا ہوگا" مگر اس قول کی بہترین تفسیر خدا کا فعل ہے۔ خدا کے فعل نے بتا دیا۔ کہ معیت کسے حاصل ہے۔ اسی کو حاصل ہے جس کے حق میں فرمایا گیا۔ اس کے ساتھ فضل ہوگا اور وہ جلدی جلدی بڑھے گا۔ (اللّٰھم بارک فی عمرہ و صحتہ و بغیتہ و ایدہ بروح القدس انک بالاجابۃ جدیر و علیٰ کل شیء قدیر) (باقی) خاکسار غلام احمد مولوی فاضل۔ بدوملہوی

انسداد گداگری

اس نام سے میاں سلطان احمد صاحب وجودی ایم۔ آر۔ ایس (لنڈن) نے ایک نہایت مفید اور قابل قدر کتاب تصنیف کی ہے جس میں آیات قرآنی۔ احادیث نبوی۔ اور بزرگان مذہب کے اقوال و تاریخی واقعات سے گداگری کی خرابیاں بیان کی ہیں۔ اور ثابت کیا ہے کہ یہ ایک تباہ کن رسم ہے۔ جو نہ صرف اس پر عمل کرنے والوں کو انسانیت اور غیرت کے جذبات سے محروم کر دیتی ہے۔ بلکہ جس قوم میں ایسے لوگ پائے جائیں۔ اس کی بدنامی اور تباہی کا بھی باعث بنتی ہے۔ کتاب ہر لحاظ سے مفید اور دلچسپ ہے۔ لکھائی۔ چھپائی بھی عمدہ ہے۔ کاغذ اعلےٰ درجہ کا لگایا گیا ہے

قیمت ایک روپیہ ہے

احمدیہ بک ڈپو قادیان سے مل سکتی ہے۔

قرضہ کمپنیوں کے ہتھکنڈے

گذشتہ چند مہینوں کے اندر پنجاب میں قرض پر روپیہ دینے والی کمپنیوں کی ایک کثیر تعداد کھل گئی ہے۔ سب سے پہلے بمبئی میں ایک کمپنی درج رجسٹر کی گئی تھی۔ اس کے بعد ہندوستان بھر میں اس کی شاخیں پھیل گئیں۔ اس صوبہ کے متعدد شہروں میں بھی کمپنی مذکور نے اپنی شاخیں قائم کیں۔ اس کمپنی نے اتنی سرعت کے ساتھ ترقی کی۔ کہ کئی غیر ذمہ وار اشخاص نے اس قسم کی اور کمپنیاں جاری کیں۔ اور اب تمام ملک میں ایسی کمپنیوں کا ایک جال بچھ گیا ہے۔ چونکہ یہ کمپنیاں نہایت کم شرح سود پر قرضہ دیتی ہیں۔ اس لئے کثرت سے آدمی خود بخود ان کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ پیشتر اس کے کہ یہ کمپنیاں روپیہ قرض پر دیتی ہیں۔ قرض مانگنے والوں کو کئی قسم کی ابتدائی شرائط پوری کرنی پڑتی ہیں۔ ہر کمپنی کے "پراسپکٹس" (قواعد) میں یہ ابتدائی شرائط ایسے الفاظ میں درج ہوتی ہیں۔ کہ شائد ہی کوئی شخص قرضہ کی درخواست کرتے وقت انہیں صحیح طور پر سمجھتا ہو۔ ایسی تمام کمپنیوں کا طریق کار قریباً ایک جیسا ہے۔ یہ طریق کار مختصر طور پر یوں ہے:۔

ہر اس شخص کے لئے جو روپیہ قرض لینا چاہے۔ ضروری ہے۔ کہ پہلے قرضہ کا امیدوار بنے۔ ایسا کرنے کے لئے اسے داخلہ کی فیس اور امیدوار بننے کی فیس ادا کرنی ہوتی ہے۔ جو پانسو روپیہ کے قرضہ کی صورت میں پچاس روپیہ سے کچھ زیادہ ہے امیدوار بننے کی فیس قسطوں میں واجب الادا ہوتی ہے۔ اور ان کی میعاد متعدد ہفتوں پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں درخواست کنندہ کے لئے لازم ہے۔ کہ مقررہ عرصہ کے اندر دو "مستند اور حقیقی" امیدواران قرضہ پیدا کرے۔ اگر یہ شرائط پوری ہو جائیں۔ تو ایک فیصدی سالانہ کی شرح سود پر قرضہ دیا جاتا ہے۔ قرضہ آسانی کے ساتھ ماہانہ اقساط میں واجب الادا ہوتا ہے۔ یہ بھی وعدہ ہوتا ہے۔ کہ امیدوار بننے کی فیس پر امیدوار کو سود بھی دیا جائے گا۔ چونکہ سکیم نہایت سادہ اور فائدہ مند نظر آتی ہے۔ اس لئے ہزاروں اشخاص کو اس نے اپنی طرف راغب کر لیا ہے لیکن اصلی دام فریب "مستند" اور "حقیقی" امیدواران قرضہ" پیدا کرنے کی شرطیں پنہاں ہے۔ پیشتر اس کے کہ قرضہ کا امیدوار "مستند" اور "حقیقی" قرار دیا جائے۔ اسے دو اور "مستند" اور "حقیقی" امیدواران قرضہ پیش کرنے پڑتے ہیں۔ ان موخرالذکر امیدواروں کو اپنی باری پر پھر دو ایسے ہی امیدوار پیدا کر کے دینے پڑتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح لامتناہی طور پر جاری رہتا ہے۔ اگر درخواست کنندہ کو قرضہ کے امیدوار پیش کرنے میں کچھ دیر ہو جائے۔ تو قرضہ کا دینا اسی تناسب کے لحاظ سے معرض التوا میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور اگر اس سلسلہ کی کوئی کڑی ٹوٹ جائے۔ تو جملہ متعلقہ اشخاص اپنے روپیہ سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہی وہ شرط ہے جس کے جال میں تمام پبلک پھنس جاتی ہے۔

ان کمپنیوں کے خلاف زور شور سے احتجاج کیا جا رہا ہے کئی اخباروں میں ان کے خلاف مضامین بھی شائع ہو رہے ہیں۔ لہٰذا عام لوگوں کو انتباہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی قسم کی کارروائی کرنے یا کسی اقرار نامہ پر دستخط کرنے سے پہلے ان کمپنیوں کے پراسپکٹس (قواعد) کو اچھی طرح غور سے پڑھیں۔ جب تک یہ کمپنیاں ان شرائط کی خلاف ورزی نہ کریں۔ جو ان کے اپنے پراسپکٹس میں درج ہیں اس وقت تک ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ اور یہی وجہ ہے جس کے باعث انتباہ زیادہ ضروری خیال کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے کے بعد سکیم میں شامل ہو جائے (جیسا کہ اسے شامل ہونا پڑتا ہے) کہ اس نے پراسپکٹس کو پڑھ لیا ہے۔ اور وہ اس کی شرائط کو تسلیم کرتا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر وہ قرضہ کے دو امیدوار کو پیش کرنے سے قاصر رہے۔ یا اگر وہ دو قرضہ کے امیدوار اپنی باری پر اور دو امیدوار پیش کرنے سے قاصر رہیں۔ تو شخص مذکور کسی قسم کی شکایت نہیں کر سکتا۔ کوئی عقلمند شخص جس نے پراسپکٹس (قواعد) کی شرائط کو غور سے پڑھا ہو۔ اور ان کو ٹھیک طور پر سمجھا ہو۔ اس سکیم کے نزدیک تک نہیں جائے گا۔ جو لوگ اس سکیم کے شکار ہوتے ہیں۔ وہ یا تو شرائط کو نہیں پڑھتے۔ یا انہیں ٹھیک طور پر سمجھتے نہیں۔ لہٰذا عوام کو متنبہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ایسی کمپنیوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

ایک مخلص احمدی استاد کی ضرورت

ہمیں ایک ایسے مخلص احمدی استاد کی ضرورت ہے۔ جو خواتین کلاس کو اس سال انٹرینس کی انگریزی پڑھا سکیں۔ ان کی خدمات کی ضرورت صرف انٹرنس کے امتحان تک ہی ہو گی۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت یا زبانی طے کر لیا جائے۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ایک نومسلم کی امداد

ایک نومسلم جو پہلے ہندو تھا۔ اردو۔ ہندی حساب۔ سے خوب واقف ہے اس کے لئے معاش کے انتظام کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی احمدی بھائی یا کارخانہ ان کے لئے ملازمت کا انتظام کر سکیں۔ تو مجھے اطلاع دیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

علمائے دیوبند سے ایک سوال

علمائے دیوبند نے نہایت ہی شد و مد اور موشگافیوں کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائی نبوت کی تردید اور تغلیط کی ہے یعنی کثرت کے ساتھ ایسے رسالے تصنیف کئے ہیں۔ جن میں نہ صرف مرزائے قادیانی کے دعوائی نبوت کو غلط قرار دیا ہے۔ اور نہ صرف غلط بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر لکھا ہے۔ بلکہ ہر اس مجلس کی شرکت سے علمائے دیوبند نے انکار کر دیا ہے۔ کہ جس میں قادیانی حضرات شامل ہوں۔ اور کوئی ایسا جلسہ نہیں ہوتا۔ کہ جس میں علمائے دیوبند مرزائے قادیانی کے دعاوی کی تردید نہ کرتے ہوں لیکن کس قدر حیرت کی بات ہے۔ کہ وہ اپنی چارپائی کے نیچے لاٹھی پھیر کر نہیں دیکھتے۔

ہم علمائے دیوبند کی خدمت میں نہایت ادب سے ایک اصولی سوال پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر آپ ہی کی جماعت کا کوئی جلیل القدر عالم اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرے۔ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے۔ تو آپ اس کی نسبت کیا فتویٰ دیں گے؟ یہ کوئی تہمت نہیں۔ افترا نہیں۔ بہتان نہیں۔ آؤ ہم بتائیں۔ کہ مدرسہ دیوبند کے بانی مبانی یعنی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اپنی کتاب "تحذیر الناس" کے صفحہ ۳۔ پر لکھتے ہیں۔ کہ

"اول معنے خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں۔ تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے۔ کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد ہے۔ اور آپ سب سے آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہے۔ کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"۔

کیا موجودہ علمائے دیوبند بتا سکتے ہیں۔ کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے جو اپنا عقیدہ ختم نبوت کے متعلق ظاہر فرمایا ہے۔ کیا آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اور اس سے قبل جس قدر صحابہ کرام یا علمائے اسلام نے خاتم النبیین کے معنے سمجھے ہیں۔ وہ سب کے سب عامی اور جاہل تھے۔ اور کیا آپ کی جماعت کے موجودہ علما بھی عامیوں میں داخل ہیں؟ اچھا اور لیجئے۔ آپ کے مولانا محمد قاسم صاحب اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں۔ کہ

"بلکہ بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

کیا فرماتے ہیں موجودہ علمائے دیوبند۔ کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جو آپ کے مولانا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا ہے۔ اور اگر آپ کا یہ عقیدہ نہیں۔ تو جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا ہو۔ اس کی نسبت آپ کیا فتوےٰ دیں گے؟ اور اگر آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جو مولوی صاحب موصوف کا ہے۔ تو پھر آپ کا کیا حق ہے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوائے نبوت کی تردید و مخالفت کریں۔ لفظ خاتم النبیین اور ختم نبوت کے قادیانی حضرات بھی وہی معنے کرتے ہیں۔ جو مولوی محمد قاسم صاحب کرتے ہیں۔ کیا [illegible] آپ کے پاس کوئی جواب ہے؟ (ذہنشرم ۲۰۔ کیور)

باموقعہ اراضی قابل فروخت موجود ہے

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دارالبرکات میں ریلوے روڈ کے اوپر اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقعہ کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ بڑی سڑک یعنی آئندہ نقشہ کے لحاظ سے بازار والے قطعات کی قیمت ۳۰ فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی ۲۵ اور ۲۰ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ محلہ سٹیشن اور منڈی کے بالکل سامنے ہے۔ اور موجودہ قطعات سٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقعہ ہیں۔ سڑک پر ایک کنال (پہلے دو کنال کی شرط تھی اب ایک کنال کی شرط کر دی گئی ہے) سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت کریں۔

اس کے علاوہ ایک قطعہ کم و بیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔ اس کا نرخ بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں۔

خاکسار۔ میرزا بشیر احمد ایم۔ اے قادیان

محفوظ اٹھرا گولیاں

(رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ انکو عوام اٹھرا کہتے ہیں اس مرض کیلئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب۔ مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے۔ بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔

ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

اطلاع ضروری

ہر خاص و عام کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ میری جائداد زیور طلائی و نقرئی منقولہ و غیر منقولہ سامان خانہ داری۔ چارپائی۔ برتن بستر وغیرہ و رجسٹریات و وثیقہ جات مکانات مسمی شیخ محمد حاجی ولد میاں اللہ جوایا ساکن قصبہ جامکی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میرے سابقہ خسر کے پاس ہیں۔ چونکہ محمد حاجی موصوف کی لڑکی جو میری منکوحہ تھی۔ فوت ہو چکی ہے۔ اور اب افواہاً سنا ہے۔ کہ وہ جائداد مذکورہ کو اپنی دوسری لڑکیوں و نواسوں کے نام وصیت یا ہبہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب اس جائداد میری سے کوئی چیز وصیت میں یا ہبہ میں لیویگا۔ تو ناجائز تصور ہوگی۔ مجھ کو خود یا بذریعہ عدالت وصول کرنے کا حق ہوگا۔ اور اگر کسی قسم کا قرضہ شیخ صاحب موصوف کے نام ہوگا۔ تو وہ شیخ صاحب موصوف کی جائداد سے وصول کرنے کا حق ہوگا۔ میں کوئی ذمہ وار نہ ہونگا۔ اور شیخ صاحب موصوف متمول آدمی ہیں۔ تا ہنوز کوئی قرضہ ان کے ذمہ نہیں ہے۔ شیخ صاحب کی لڑکی میرے گھر تخمیناً ۲۳ سال منکوحہ زندہ رہی ہے جس کے بطن سے صرف ایک لڑکی جو میرے پاس ہے۔ زندہ ہے

شیخ محمد اسماعیل احمدی دوکاندار چک ۹۵ شمالی ڈاکخانہ چک ۳۳ ضلع سرگودھا۔ خزانچی جماعت احمدیہ چک ۳۵

ایک دفعہ تین (۳۰۰) سو روپیہ لگا کر

سو (۱۰۰) روپیہ ماہوار منافعہ حاصل کیجئے

ہمارے آہنی خراس (بیل چکی) لگا کر آپ کو روزانہ پانچ روپے آمدنی ہوگی۔ اور خرچ نکال کر خالص منافعہ یکصد روپیہ ماہوار تفصیل کے لئے ہماری با تصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔ ایک آہنی خراس لگا کر آپ اور لگانے کی خواہش کریں گے۔ کیونکہ وہ آپ کی آمدنی بڑھانے کا ذریعہ ہونگے۔ علاوہ ازیں ہم سے زرعی آلات و دیگر ہر قسم کی مشینری مل سکتی ہے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔

ایم۔ اے رشید اینڈ سنز سوداگران مشینری بٹالہ

ضرورت ہے

ایسے مڈل و انٹرنس پاس کی جو [illegible] گورنمنٹ، ریلوے و محکمہ [illegible] ملازمت [illegible] کریں۔ مفصل حالات [illegible]

المشتہر

[illegible]

زکوٰۃ کیوں فرض ہے؟

تاکہ مالدار لوگ یا معمولی بھی روپیہ جمع نہ کر رکھیں۔ بلکہ اس کو کام پر لگا کر ۔۔۔ لہذا اگر آپ کے پاس دس روپے بھی ہوں۔ تو ان کے ساتھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ گھر میں بیکار پڑے رہیں۔ بندہ نے کئی برس کی کوشش کے بعد اب کام چلایا ہے۔ اور اس میں اب زیادہ روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس واسطے یہ تجویز کی ہے۔ کہ دس دس روپیہ کا ایک ایک حصہ رکھا جائے۔ تاکہ ہر ایک آدمی اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اگر آپ شامل ہونا چاہیں۔ تو اطلاع دیں۔ مزید حالات دریافت کرنے کے لئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

نوٹ۔ جو احباب قیمتی اشیاء لیدر، سوٹ کیس، شال، دوشالے، دُھسے اور امرتسر کی مارکیٹ کی دیگر اشیاء منگانا چاہیں۔ وہ ہماری معرفت منگا کر فائدہ اٹھائیں۔

کے ایم اسماعیل احمدی اینڈ کو۔ آنوری میوزیم امرتسر۔

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے۔ یہ امراض شکم۔ خاص کر قبض کے لئے نہایت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض۔ پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا۔ اس لئے یہ گولیاں احباب کے پاس ضروری ہونی چاہئیں۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔ ترکیب استعمال صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمائیں ؛

قیمت ساٹھ گولی معہ محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ)

عزیز ہوٹل۔ قادیان ضلع گورداسپور

موقعہ کی زمین

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی کے متصل ایک کنال زمین ہے۔ نہایت صحت افزا مقام ریلوے سٹیشن کے قریب ہے ضرورت مند خط و کتابت سے قیمت طے کر لیں ؛

چودھری الف معرفت منیجر "الفضل" قادیان

ضرورت رشتہ

میری لڑکی جس کی عمر قریباً چودہ سال ہے۔ امور خانہ داری سے واقف سینا پرونا جانتی ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ جس شخص کی پہلی بیوی فوت ہوگئی ہو۔ اور مخلص احمدی ہو۔ ملازم گورنمنٹ محکمہ میں ہو۔ یا ریلوے میں ہو۔ اس کو ترجیح دی جائے گی۔ خط و کتابت : ع معرفت منیجر "الفضل" قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ہونی چاہیئے ؛

ایک باموقعہ زمین فروخت ہوتی ہے۔

قادیان کی نئی آبادی محلہ دارالرحمت میں پرانی آبادی سے قریب تر احمدیہ سٹور کے عقب میں برسر سڑک ایک قطعہ اراضی تعدادی پندرہ مرلے قابل فروخت ہے۔ یہ اراضی ایک صاحب نے بڑی خواہش سے اپنے لئے پسند کر کے چالیس روپے (۴۰ روپے) فی مرلہ کے حساب سے لی تھی۔ مگر اب بوجہ حالات کی مجبوری کے وہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اور گو اب قادیان میں زمین کی قیمت زیادہ ہو گئی ہے۔ مگر بوجہ اس کے کہ ان کو روپیہ کی جلد ضرورت ہے۔ وہ اصل زر خرید پر ہی اسے فروخت کرنے پر رضامند ہیں۔ خواہشمند احباب خاکسار سے خط و کتابت فرمائیں ؛ خاکسار۔ مرزا بشیر احمد قادیان

مجھے رشتہ کی ضرورت ہے

دو احمدی لڑکیوں کے لئے جو ورنیکلر مڈل پاس کر چکی ہیں۔ اور اب ٹریننگ اسکول میں داخل ہونے والی ہیں۔ علاوہ ترجمۃ القرآن و کتب حضرت مسیح موعود کے عربی۔ فارسی اور انگریزی پڑھتی ہیں۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکے احمدی صالح تعلیم یافتہ۔ تندرست۔ برسر روزگار یا کاروبار صوبہ یو۔ پی، دہلی یا قادیان کے رہنے والے ہوں۔ لڑکیوں کی عمر ۱۶ سال ہے۔ خط و کتابت بواسطہ مقامی سیکرٹری پتہ ذیل پر ہونی چاہیے بمقام تحصیل موداہا ضلع ہمیر پور (یو۔ پی) محمد بشیر الدین۔ گرداور قانونگو۔

نادر موقعہ

قصبہ قادیان کے شمال مغربی حصہ میں آبادی سے ملحق بر لب سڑک ۴۵ فٹ ایک قطعہ اراضی سکنی تعداد ۱۵ مرلہ بالعوض چھ صد روپیہ قابل فروخت ہے۔ بلحاظ قیمت کے یہ قطعہ کوڑیوں کے مول ہے۔ سب سے اول درخواست کو ترجیح دی جائے گی۔ خط و کتابت پتہ ذیل پر کی جائے

سید محمد عبداللہ دار الفضل قادیان

ایک بیکار موٹر ڈرائیور

میاں شمس الدین صاحب احمدی موٹر ڈرائیور ساکن قادیان۔ جن سے اکثر احمدی احباب واقف ہونگے۔ آج کل بیکار ہیں۔ اپنے کام میں خوب ہوشیار ہیں۔ خلیق اور مخلص احمدی ہیں۔ اگر کسی احمدی بھائی کو موٹر کے لئے ڈرائیور کی ضرورت ہو۔ تو دفتر ہذا سے خط و کتابت فرمائیں ؛

ناظر امور عامہ قادیان

"سیاست" کا خاص نادر خان نمبر

یکم نومبر کو بڑی آب و تاب سے شائع ہوگا۔ آرٹ پیپر پر عکسی تصاویر شائع کی جائینگی۔ اور ملک کے بہترین اہل قلم ... ہونگے۔ قیمت ۴ر ہوگی۔ المشتہر: سید عنایت علی شاہ مہتمم اعلیٰ "سیاست"

ہندوستان کی خبریں!

نئی دہلی۔ ۲۲ اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ملک معظم نے فیلڈ مارشل سر ولیم رڈل برڈ وڈ کی بجائے جنرل سر فلپ چال ہوس چیٹوڈ کا تقرر بعہدہ کمانڈر انچیف افواج ہند منظور کر لیا ہے۔

لاہور۔ ۲۱ اکتوبر۔ کل مقدمہ سازش کے ایک ملزم مسٹر پریم دت نے دوران سماعت میں وعدہ معاف گواہ جے گوپال پر جوتا پھینکا تھا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کے خلاف اس الزام میں مقدمہ [illegible] گیا۔ اور سرسری اور فوری سماعت کے بعد تین ماہ [illegible] کی سزا دی گئی۔

شملہ۔ ۱۸ اکتوبر۔ یہاں بعض ذمہ وار اور باخبر حضرات سے ملنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند قانون تعین سن ازدواج میں مسلمانوں کے جذبات کے مطابق ترمیم کے مسئلہ پر غور کر رہی ہے۔ اور اس نے چند نامور علماء سے استصواب کیا ہے۔ اور پوچھا ہے۔ کہ کس حد تک اس قانون سے مسلمانوں کی شریعت پر اثر پڑتا ہے۔ اور اس کے انسداد کے لئے کیا ترمیم لازمی ہے؟ (ملت)

پشاور۔ ۲۱ اکتوبر۔ کابل کا برقی پیغام جو افغان حلقوں کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ نادر خان کامل طور پر قندھار، غزنی۔ کابل۔ سمت جنوبی اور سمت مشرقی کے [illegible] مخالفین ہو چکے ہیں۔ مزید برآں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ عبدالقیوم [illegible] شریف اور جرنیل عبدالرحیم حاکم ہرات نے برقی وساطت سے آپ کی بیعت کر لی ہے۔

لاہور۔ ۲۱ اکتوبر۔ ساہوکارہ بل کے متعلق انڈین چیمبر آف کامرس نے ایک طویل بیان حکومت پنجاب کو بھیجا ہے۔ جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ یہ قانون نہ تو قرضخواہوں کو فائدہ دے گا۔ نہ مقروض کسانوں کے کسی کام آئیگا۔

شملہ۔ ۲۱ اکتوبر۔ یہاں زبردست افواہ اڑ رہی ہے کہ سر جارج شسٹر فنانس ممبر گورنمنٹ ہند سائمن کمیشن کے ساتھ مالی معاملات پر بحث کرنے کی غرض سے لنڈن جا رہے ہیں۔

پشاور۔ ۲۱ اکتوبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ جرنیل نادر خان نے امیر کابل بننے پر جو فارن وزارت قائم کی ہے۔ اس نے برٹش گورنمنٹ کو یقین دلا دیا ہے۔ کہ نئی حکومت سے برطانیہ اور برٹش انڈیا سے تعلقات زیادہ مخلصانہ رہیں گے۔ اور امید ظاہر کی ہے۔ کہ ہر دو پڑوسی ایک دوسرے کی خوش اعتقادی اور باہمی احترام پر اعتبار کرینگے۔

پشاور۔ ۲۱ اکتوبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کا [illegible] نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ کابل کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ [illegible] السراج میں مقلوب ہو کر جرنیل نادر خان کی اطاعت قبول کر لی [illegible] ہے۔ کہ اس کے مشیر اعلیٰ اور حامی بھی جس[illegible]

بھی مطیع ہو گیا ہے۔ اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ شمالی صوبہ اور کوہ دامن کا علاقہ دونو جرنیل نادر خان کی عملداری میں آ گئے ہیں

کہا جاتا ہے۔ کہ جرنیل نادر خان نے محمد عبدالحکیم خان کو پشاور میں اپنا ایجنٹ تجارت مقرر کیا ہے۔ [illegible] انہوں نے آپ کو افغانستان کا بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ آپ سردار موصوف کی حب وطن۔ وفاداری۔ اور راست گفتاری کے معترف ہیں۔

لاہور۔ ۲۲ اکتوبر۔ پنجاب گورنمنٹ نے منذرجہ ذیل اشخاص کو دہلی کیپٹل کی امداد کے لئے مقرر کیا ہے۔ لالہ کرشن لعل اور مسٹر ڈبلیو رابرٹس بٹلر (نمائندگان ملتان) اور مسٹر ایم۔ اے غنی ممبر لیجسلیٹو کونسل (لیبر نمائندہ) لیبر کی نمائندگی کرنے والے چوتھے ممبر کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔

امرتسر۔ ۲۳ اکتوبر۔ مسٹر آصف علی بیرسٹر نے سردار بھگت سنگھ کی طرف سے روزنامہ "ڈیلی کرانیکل" کو پچیس ہزار روپیہ بطور ہرجانہ ادا کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ روزنامہ مذکور نے اسمبلی کے مقدمہ بم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ سردار بھگت سنگھ وعدہ معاف گواہ بن گئے ہیں۔ اخبار مذکور نے معافی بھی مانگ لی ہے

لاہور۔ ۲۳ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آنریبل سر فضل حسین صوبہ پنجاب کی ریونیو ممبری کا چارج یکم نومبر کو لے لیں گے۔ اور خان بہادر کپتان سردار سکندر حیات خان اس عہدے سے سبکدوش ہو [illegible] کونسل کے ضمنی انتخاب میں مسلم زمینداروں کے حلقہ [illegible] سے بطور امیدوار کھڑے ہونگے۔ یہ انتخاب اس نشست کے لئے ہوگا۔ جو سردار صاحب کے عارضی طور پر عہدہ ریونیو ممبری قبول کر لینے کی وجہ سے خالی ہوئی تھی۔

پشاور۔ ۲۲ اکتوبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ نادر خان نے وزیریوں کو مال غنیمت کا مناسب حصہ دینا منظور کر لیا ہے۔ کابل کا خزانہ بالکل خالی ہے۔ اور نادر خان سخت مالی مشکلات میں مبتلاء ہیں۔ آپ نے سوداگروں سے قرضہ حسنہ کی اپیل کی ہے۔

بمبئی۔ ۲۴ اکتوبر۔ دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ آج شام کو رنگ جہاز سے ساحل ہند پر اترے۔ ملاقات کے دوران میں آپ نے کہا۔ کہ موجودہ برطانوی وزارت ہندوستان کے سوال کا نہایت ایماندارانہ طریقہ پر فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔

کلکتہ۔ ۲۴ اکتوبر۔ کل مہاراجہ جہاز پر شمالی ہند کے ۵۰ ایسے قیدیوں کو انڈیمان بھیجا گیا ہے۔ جن کو عمر قید کی سزا ہے۔ اور جنہوں نے انڈیمان میں رہائش اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے

نئی دہلی۔ ۲۴ اکتوبر۔ پریذیڈنٹ حکومت جمہوریہ فرانس کی طرف سے جرنیل نادر خان کو ایک پیغام مبارکباد فتح کابل پر بھیجا گیا ہے۔

بمبئی۔ ۲۵ اکتوبر۔ لارڈ ارون وائسرائے ہند اور انکی بیگم صاحبہ آج صبح [illegible] ولینڈی سے ساحل بمبئی پر اتریں۔ قائم مقام وائسرائے لارڈ گوشن اور ممبران حکومت نے آپکا خیر مقدم کیا۔ اور توپ خانہ نے ۳۱ توپوں سے آپ کو سلامی اتاری۔ قائم مقام وائسرائے لارڈ گوشن اور انکی لیڈی صاحبہ [illegible] سپیشل ٹرین میں دہلی [illegible] پہنچے

ممالک غیر کی خبریں!

یروشلم۔ ۱۸ اکتوبر۔ ماہ اگست میں حیفہ میں عربوں اور یہودیوں میں جو ہنگامہ ہوا تھا۔ اسکے سلسلہ میں تین عربوں کو ایک [illegible] کے قتل کی پاداش میں پھانسی دیدی گئی۔

لندن۔ ۱۸ اکتوبر۔ آتشزدگی کی وجہ سے بولنے والی فلموں کی برطانی کمپنی کا کارخانہ جو بیلی میں واقع ہے۔ تباہ ہو گیا نقصان کا اندازہ ڈیڑھ لاکھ پونڈ ہے۔

لندن۔ ۱۸ اکتوبر۔ امان اللہ خان روما میں ایک عمدہ بنگلے میں رہتے ہیں۔ یہ بنگلہ دراصل سفارتخانہ افغانیہ ہے۔ امان اللہ خان اور ملکہ ثریا کے علاوہ ان کے آٹھ بچوں اور چند دیگر رشتہ داروں کو ملا کر تمام اصحاب کی تعداد اٹھارہ بنتی ہے امان اللہ خان بڑی انقطاعی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کا سارا دن یا تو مکان کے اندر گزرتا ہے۔ یا ملحقہ باغ میں۔ ان کی توجہ سب سے زیادہ اپنے بچوں کی تعلیم پر مبذول رہتی ہے۔ یہ لوگ بالکل [illegible] زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایک اطالوی ملازمہ اطالوی کھانے تیار کرتی ہے جو بے حد سادہ ہوتے ہیں۔

لندن۔ ۲۳ اکتوبر۔ خبر ہے کہ مسٹر ویلنٹائن چرول [illegible]

پیرس۔ ۲۲ اکتوبر۔ فرانس کے پریذیڈنٹ نے ایم برایانڈ کی بارھویں وزارت کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔

لندن۔ ۲۲ اکتوبر۔ جدید انڈیا ہاؤس کی تعمیر منحوس ثابت ہو رہی ہے۔ اگلے دن سڑک پر پیادہ چلنے والوں پر بھیگے ہوئے چونے اور گچ کی بارش ہوئی۔ اس کے بعد ایک آہنی شہتیر گر پڑا جس نے ایک کاریگر کو ٹانگوں سے محروم کر دیا۔ آج دوپہر کے اڑھائی بجے ایک کاریگر کام کرتے ہوئے چھت سے گر پڑا۔ اور [illegible] اسے نزع کی حالت میں اٹھایا گیا۔

ماسکو۔ ۲۲ اکتوبر۔ پانچ زار شاہی جرنیلوں کو سزائے موت دی گئی۔ اور ان کے سر قلم کر دیئے گئے۔ [illegible] انقلابیوں کی جماعت میں شامل تھے۔ جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ خارجی مداخلت کے ذریعہ سوویٹ کی صنعت اسلحہ سازی کو نقصان پہنچایا جائے۔

نیویارک۔ ۲۰ اکتوبر۔ چوری کی شراب کشید کرنے والوں کی ایک جماعت کے مکان سے متعدد مشینیں گنیں۔ اور کافی گولہ بارود برآمد ہوا۔ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں چند کتابیں بھی دستیاب ہوئیں۔ جن سے اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے۔ کہ اس جماعت میں امریکہ کے چھ بنک۔ ساحل کے چند محافظ۔ اور چند مختار عام بھی شریک ہیں۔ اور ان لوگوں کو چھ ماہ کے اندر ۴ لاکھ پونڈ منافع ہوا ہے۔

لندن۔ [illegible] کارخانہ [illegible] کی اجرت [illegible] کی جانے [illegible] نے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے

[illegible]